مارچ ۲۰۲۱

اشاعت کا انتیسواں سال
29
TWENTY NINE YEARS OF PUBLISHING

ماہنامہ ولی اللہ

ارمغان

₹ 25/-

ARMUGHAN, PHULAT
Muzaffar Nagar-251201 (U.P.)

پھلت ضلع مظفر نگر (یوپی)
www.armughan.net

جمعیت شاہ ولی اللہ
JSW
Jamiat Shah Waliullah

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ماہنامہ

ارمغان

ولی اللہ

جلد ۲۹ شمارہ ۳ مارچ ۲۰۲۱ء مطابق رجب ۱۴۴۲ھ

سر پرست :
حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی

مدیر
وصی سلیمان ندوی

مجلس مشاورت
☆ مولانا محمد طاهر ندوی
☆ مولانا محمد اقبال قاسمی
☆ مفتی محمد ھارون مظاھری

پتہ
دفتر ارمغان
پُھلت ضلع مظفر نگر
Phulat, Distt. Muzaffar Nagar
251201 (U.P.) INDIA
Mob : +91-7060450315
9359774316 , 9412411876
e-mail : arm313@gmail.com
armuganphulat@yahoo.com
Website: www.armughan.net

ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے اتفاق ضروری نہیں
ہر قسم کی چارہ جوئی کیلئے مظفرنگر کی عدالت سے رجوع کیا جائے

سرکولیشن انچارج: محمّد حنیف قاسمی
سرکولیشن منیجر : عبدالقدیر انصاری
مشیراعزازی: ایوب بھائی بارڈولی والے

چیف رپورٹر : محمد ادریس قریشی
مشیر قانونی : امجدعلی ایڈوکیٹ
موبائل : 9897354040

زرتعاون

❖ فی شمارہ 25روپے ❖ سالانہ 300روپے ❖ سالانہ رجسٹرڈ ڈاک سے 500روپے
❖ اعزازی تعاون 1000روپے ❖ بیرونی ممالک سے 30امریکی ڈالر ❖ لائف ممبر شپ 8000روپے (برائے ۲۰ سال)

پرنٹر پبلشر محمد ادریس قریشی نے ڈیلکس پریس راج مارکیٹ مظفرنگر سے چھپوا کر جمعیت شاہ ولی اللہ کیلئے پھلت ضلع مظفرنگر سے شائع کیا
(مدیر: وصی سلیمان ندوی)

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرس

☆	(اداریہ)	وصی سلیمان ندوی	۳
☆	حضرت شیخ سلطان لکھمنویؒ بلیاوی	مولانا محمد کلیم صدیقی	۵
☆	کورونا ویکسین، شرعی نقطہ نظر سے	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۱۱
☆	دعوت دین، وقت کا اہم تقاضہ	ذوالقرنین احمد	۱۳
☆	نعت شریف	جناب سرفراز بزمی	۱۵
☆	دعوتی سوالات اور میرے جوابات	جناب ریاض موسی ملیباری	۱۶
☆	نسیم ہدایت کے جھونکے (انٹرویو)	جناب محمد حنیف شاہد	۲۰
☆	الوفاء کے مصنف ڈاکٹر محمد اکرم ندوی	مولانا مطیع الرحمٰن عوف ندوی	۲۳
☆	....جواب ڈھونڈتا ہوں میں	مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی	۲۶
☆	اسلام میں شوہر اور بیوی کے حقوق	مولانا آفتاب اظہر قاسمی	۲۸
☆	سکھ مت، ایک تعارف	مولانا تبریز عالم قاسمی	۳۱
☆	مذہبی القاب کے شرعی حدود	مفتی مجیب الرحمٰن دیورگی	۳۵
☆	خبروں کی دنیا	محمد ادریس ولی اللہی	۳۸
☆	فقہی مسائل	مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی	۳۹
☆	آخری صفحہ	مولانا محمد کلیم صدیقی	۴۰

اس دائرہ میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت **مارچ** سے ختم ہورہی ہے، رسالہ کو مسلسل جاری رکھنے کے لئے دفتر کو اطلاع دیں یا فوراً رقم ارسال فرمائیں۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

اسلامی مدارس

اپنی ضرورت سمجھ کران کی قدر کریں

اسلامی مدارس اور دینی تعلیمی ادارے ہماری زندگی کی بنیادی ضرورت ہیں، ایک باعمل مسلمان کے لئے ان اداروں کی حیثیت ایسی ہی ہے جس طرح جسم انسانی کے لئے سانس کی ہے، جن کے بغیر اسلامی زندگی بے نتیجہ، اور روشن مستقبل کا خواب بے تعبیر رہ جاتا ہے۔ مدارس صرف ہماری آخرت کی کامیابی کے لئے ضروری نہیں ہیں، بلکہ اس دنیا میں بھی اخلاق وروحانیت، رفتار وگفتار اور کردار کی تعمیر کے لئے ان کی ضرورت ہے۔ نیکی کے بیج کو برگ و بار لانے کے لئے، اور برائیوں کا قلع قمع کرنے کے لئے بھی ان کا رول نا قابل فراموش ہے۔ اخلاص وللّٰہیت، امن چین، باہمی محبت، ایثار وقربانی، خدا ترسی اور خودشناسی کے لئے بھی ان کا وجود اتنا ہی مفید ہے، جتنا حرص وطمع، بخل وخودغرضی، ہوس اور کبروغرور کے خاتمہ کے لئے ان سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

یہ درس گاہیں دراصل اس صفہ نبوی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی شاخیں ہیں، جس کے بانی معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ذات تھی، جہاں کھجوروں کے سایہ میں، چٹائی پر بیٹھ کر حضرت ابوذر، اور حضرت ابوہریرہؓ جیسے خرقہ پوش تیار کئے جاتے تھے۔ جہاں دین اسلام کی اشاعت، علم وعمل کے تحفظ اور بقا کی فکر گردش کرتی ہے، جہاں مادیت کے اس تاریک دور میں شمعِ ایمانی کا چراغ روشن رہتا ہیں، جہاں شرعی احکام واقدار اور اسلامی روایات کی پاسداری کو برقرار رکھنے کی جدوجہد سکھائی جاتی ہے، جہاں اسلامی عقیدہ، امن پسندی اور انسانی دوستی کو فروغ دیا جاتا ہے، یہ اسلام کے شعائر اور دین کے حفاظتی قلعے ہیں، شاید یہی وجہ ہے کہ معاندینِ اسلام اور مخالفینِ دین کو یہ مدارس ایک آنکھ نہیں بھاتے، مدارس کی فلاح وترقی، استحکام وخوشحالی ان کو ہضم نہیں ہوتی، اور اس زمانہ میں جب تمام اسلام مخالف طاقتیں مدارس کے خلاف کمربستہ ہوگئی ہیں، تو یہ حقیقت مسلمہ بن گئی ہے، کہ مخالفین کی نظر میں جو چیز سب سے زیادہ خار کی طرح کھٹکتی ہے، اور جس کے لئے شیطان کی ذریت سو بار الحذر کہتی ہے، وہ دینی مدارس کا وجود اور ان کی روشن کارکردگی کی روایت ہے۔ اس سب کے باوجود یہ مدارس بلاخوف وخطر اسلام کی تبلیغ اور اشاعتِ دینِ حنیف کا پرچم سنبھالے میدان میں جمے ہوئے ہیں، اور دین اسلام کے تحفظ و بقا کے لئے کوشاں وسرگرداں ہیں۔

مدارس اسلامیہ نے جن میدانوں میں اپنی برتری ثابت کی، اور اپنی خدمات کا لوہا منوایا، ان میں سرفہرست مندرجہ ذیل چیزوں کا ذکر کیا جاسکتا ہے۔؛ چنانچہ (1) مدارس نے وحی الٰہی اور آسمانی تعلیمات کو عملی نمونہ کے طور پر باقی رکھا روشن خیالی اور مادیت کے اس دور میں اسلام کے اس عظیم ورثہ کی حفاظت کی۔ (2) مدارس نے قرآن وسنت کی تعلیم اور دینی علوم کی اشاعت وفروغ میں کلیدی کردار ادا کیا۔ (3) مدارس نے لاکھوں نادار اور غریب طلبہ کو تعلیم سے بہرہ ور کیا۔ (4) مدارس نے مسلمانوں میں دینی رہنمائی اور مذہبی تعلیم کے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

لئے رجال کار فراہم کئے، اور نہ جانے کتنے حفاظ وعلماء، مؤذنین وائمہ، دعاۃ اور مبلغین، قضاۃ ومفتیان، امت کو فراہم کیے۔(5)عقائد و عبادات واخلاق اور مذہبی کردار کو تحفظ فراہم کیا۔(6) اسلام کے خاندانی نظام اور تہذیب وثقافت کی حفاظت کی۔(7)مادہ پرستی، اور خودغرضی کے اس دور میں قناعت اور ایثار کو مسلمانوں میں باقی رکھنے کے لئے جدوجہد کی۔ یہ مدارس اسلامیہ کے یہ وہ احسانات ہیں جس پر پوری امت کو ممنون ومشکور ہونا چاہیے۔

علامہ اقبال نے مدارس کے اسی کردار کے پیش نظر کہا تھا: ''ان مکتبوں کو اسی حالت میں رہنے دو، غریب مسلمانوں کے بچوں کو انہیں مدارس میں پڑھنے دو، اگر یہ ملّا اور درویش نہ رہے تو جانتے ہو کیا ہوگا؟ جو کچھ ہوگا میں اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں، اگر ہندوستانی مسلمان ان مدرسوں کے اثر سے محروم ہو گئے، تو بالکل اسی طرح ہوگا جس طرح "اندلس" میں مسلمانوں کی آٹھ سو برس کی حکومت کے باوجود ہوا، آج "غرناطہ" اور "قرطبہ" کے کھنڈرات اور "الحمراء" کے نشانات کے سوا اسلام کے پیرووں اور اسلامی تہذیب کے آثار کا کوئی نقش نہیں ملتا، ہندوستان میں بھی آگرہ کے "تاج محل" اور دلی کے "لال قلعہ" کے سوا مسلمانوں کے آٹھ سو سالہ حکومت اور ان کی تہذیب کا کوئی نشان نہیں ملے گا"

اسلامی مدارس کی اس عظمت کے پیش نظر، اور ملت اسلامیہ کے لئے مدارس کی ضرورت کے تناظر میں تمام مسلمانوں کو بلا تفریق مدارس کے سلسلہ میں فکر مند ہونے اور اس کے لئے اپنی سی کوشش کے لئے تیار ہونے کی ضرورت ہے۔ کرونا وائرس اور لاک ڈاؤن کے نتیجہ میں جس طرح ہماری معیشت اور ذرائع آمدنی متأثر ہوئے ہیں، اور اس کے ذریعہ جو پریشانیاں اور مشکلات پیدا ہوئی ہیں، اس کا اثر سماج کے تمام طبقات پر پڑا ہے، حقیقت یہ ہے کہ دینی مدارس بھی اس سے محفوظ نہیں رہے ہیں، اور ان کا مالیاتی نظام بھی شکست وریخت کا شکار ہوا ہے۔ اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ بعض اداروں کو تو اپنے وجود وبقا کے لئے جنگ لڑنی پڑ رہی ہے۔ اساتذہ کی تنخواہیں، طلباء کے اخراجات، تعلیم وتبلیغ کی جہد مسلسل، نشر واشاعت کی کوششیں، تصنیف وتالیف اور ان کی طباعت کا انتظام، تعلیم کے علاوہ اصلاح مابین المسلمین کی جدوجہد، اور اس جیسے کتنے ہی کام فنڈ کی فراہمی اور مالیات کی وصول یابی کے بغیر سخت خطرے میں پڑ گئے ہیں۔ اور یہ صورت حال نہ صرف ارباب مدارس کے لئے، بلکہ ملی درد رکھنے والے تمام دینی کارکنوں اور عام مسلمانوں کے لئے بھی ایک چیلنج بن گئی ہے۔

نہیں کہا جا سکتا کہ آئندہ مدارس ومکاتب کا مستقبل کیا ہوگا، اور علوم نبوت کی اشاعت وترویج میں ان کا باضابطہ کام کب تک شروع ہوگا اور یہ گاڑی کب تک پٹری پر آسکے گی، ابھی اس راہ میں اور کتنی رکاوٹیں آئیں گی، اور ان کا شاندار ماضی، مستقبل کا سفر کب سے شروع کر سکے گا۔ لیکن اتنا تو یقینی طور پر معلوم ہے کہ اللہ کی مدد اور اعتماد وتوکل کے سرمایہ کے ساتھ، یہ تمام ادارے عوامی تعاون کی بنیاد پر چلائے جاتے ہیں، اور آئندہ بھی ان کی بقا وترقی کا دار ومدار عوامی توجہات اور مسلمانوں کی ذاتی دلچسپی پر ہی موقوف رہے گا۔ اس لئے مدارس کو اس بحرانی کیفیت سے نکالنے کے لئے اور ان کو ان کے مطلوبہ مقام تک پہنچانے کے لئے، اپنی ذاتی ضرورت سمجھ کر، اور اپنی بہت سی ضروریات سے اوپر اٹھ کر ان کا تعاون کرنا ہوگا، اس لئے کہ ان کو رفتار دے کر ہی ملت کی ترقی کا سفر طے کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ

اسی دریا سے اٹھتی ہے وہ موج تند جولاں بھی
نہنگوں کے نشیمن جس سے ہوتے ہیں تہ وبالا

وصی سلیمان ندوی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

حضرت شیخ سلطان بلیاوی لکھنویؒ ایک ولی کامل

جناب ڈاکٹر عباد الرحمٰن نشاط صاحب کی تازہ ترین علمی تحقیقی کتاب کا پیش لفظ

مولانا محمد کلیم صدیقی

ساری ماؤں کو ممتا عطا فرمانے والے رحمٰن ورحیم رب کائنات نے اپنے آخری رسول ﷺ فداہ ابی وامی کے ذریعہ دین اسلام کو مکمل فرما کر اسے قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے دین قرار دیا۔ اس لیے اس دین کی حفاظت کا ذمہ خود لیا اور دین اسلام کو تحریف سے محفوظ فرمانے کے جملہ انتظامات میں سے ایک بڑا نظم یہ کیا کہ امت مسلمہ سے، وارثین انبیاء، علمائے راسخین، اور ربانیین کی شکل میں قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے، جو اس دین کو رطب ویابس اور تحریف ظاہری اور معنوی سے پاک کر کے امت کو ظاہراً اور باطناً قرآن سنت سے ماخوذ دین کا پیرو بناتے رہیں گے۔ امت کو تحریف سے بچا کر ان کی اصلاح وتذکیر اور تزکیہ کا کام کرنے والے علماء ربانیین اور راسخین فی العلم والعمل شخصیات کا خیر القرون سے آج تک تسلسل اس امت کا وہ امتیاز ہے جو سابقہ امتوں کو میسر نہیں آیا۔ اور چونکہ قومیں اپنے آقاؤں کے دین پر زندگی گذارتی ہیں اس لیے ان علمائے ربانیین اور راسخین فی العلم نے ہمیشہ ارباب اقتدار کی اصلاح وتذکیر کی فکر کی

ان ربانی نفوس نے جن کو اللہ تعالی نے خصوصیت کے ساتھ انسانوں کی اصلاح کے لیے منتخب فرمایا ہے، اصلاح وتذکیر کے دو طریقے اختیار کیے۔

(۱) امت کے علماء اور مصلحین نے اس کی کوشش کی کہ اقتدار اور کرسی والوں تک اہل دین، دین پہنچا دیں۔ اور ارباب اقتدار دیندار اور دین کے پاس دار بن جائیں۔

(۲) اور دوسرا وہ طبقہ رہا جن کی جدوجہد کا یہ رخ رہا کہ کرسیوں اور اقتدار پر اہل دین غالب اور قابض ہو جائیں۔

مؤخر الذکر طبقہ کو ارباب اقتدار اپنا حریف سمجھ کر ان کے مخالف ہو گئے۔ اور انھوں نے دین اور اہل دین کو اپنا حریف سمجھ کر ان پر صبر آزما مصائب ڈھائے، جس کی وجہ سے ان کا ہدف اور مشن اکثر پورا نہ ہو سکا۔ علماے ربانیین اور مصلحین کے جس طبقہ نے اپنے کو کرسیوں اور اقتدار سے بہت دور رکھ کر اپنے مریدین اور منتسبین کے ذریعہ اہل اقتدار تک دین پہنچانے کی کوشش کا حکیمانہ راستہ اختیار کیا، ان کا تجربہ بہت کامیاب رہا، اور انھوں نے بڑے بڑے صالح انقلاب برپا کیے، امت کی ساڑھے چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ میں جن پاکیزہ نفوس اور مصلحین نے اقتدار سے دور رہ کر ارباب اقتدار تک دین پہنچانے کی کامیاب ترین کوششیں کیں، اور اس راہ سے صالح انقلاب برپا کیا، ان میں سب سے نمایاں نام نامی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نور اللہ مرقدہ کا ہے۔ جنھوں نے اپنی حکیمانہ بصیرت سے اقتدار اور ارباب اقتدار کے دربار میں حاضری سے معذرت کر کے صعوبتیں اٹھائیں اور ارباب اقتدار کا عتاب بھی برداشت کیا، مگر اپنے خدام، مریدین اور مسترشدین کے ذریعہ اپنے زمانہ کی مشہور علمی مملکت، غیر منقسم ہندوستان میں اکبر کے دین الٰہی سے اس ملک کو اورنگ زیب عالم گیر کی خلافت سادسہ تک لا کھڑا کر دیا۔ اکبر جیسے اکبر مہان (اعظم) کے نام سے موسوم کیے جانے والے بادشاہ کے دور میں جب دین الٰہی کے نفاذ سے اہل اسلام میں بالکل مایوسی طاری ہو گئی تھی اور ایسا لگ رہا تھا کہ اسلام کی شمع بجھی جا رہی ہے، رفتہ رفتہ بتدریج ایک عظیم دینی انقلاب برپا کر دیا۔ اور الحمد للہ اس صالح انقلاب اور تجدید کے سایہ میں نہ صرف برصغیر بلکہ پورے عالم کے مسلمان قرآن وسنت سے ماخوذ دین صحیح کے سایہ میں آج تک زندگی گذار رہے ہیں۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

حضرت مجدد الف ثانی نور اللہ مرقدہ نے نہ صرف خود بلکہ اپنے بعد ارباب اقتدار تک دین صحیح پہنچانے کے مشن اور ہدف کو رکھنے کے لیے، اور اس مہم کو جاری رکھنے کے لیے اپنے تربیت یافتہ مسترشدین اور اپنی اولاد و احفاد کی بڑی تعداد چھوڑی، جنھوں نے اس مشن کو آگے بڑھایا اور الحمد للہ آج تک وہ سلسلۃ الذہب جاری ہے۔ اس سلسلۃ الذہب میں بھی بہت نمایاں اور ممتاز نام نامی حضرت مجدد صاحب کے صاحبزادہ محترم حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی اور آپ کے خلیفہ ارشد حضرت سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہما کے نظر آتے ہیں۔ سید آدم بنوریؒ کو صرف کسبی طور پر نہیں ، بلکہ وہبی طور پر بھی اتباع سنت کی دولت سے حصہ وافر عطا ہوا تھا، حتی کہ آپ کو تکویناً اُمی رکھا گیا تھا، یعنی مدارس اور اہل علم سے آپ نے باضابطہ علوم کی تکمیل نہیں کی تھی۔ اس کے باوجود جبال العلم علمائے راسخین اور خواص امت کا ایسا رجوع ان کی طرف ہوا کہ تاریخ میں اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ سید آدم بنوریؒ کی طرف خواص کا ایسا رجوع عند اللہ ہوا کہ ہزاروں علماء ہر وقت آپ کی خانقاہ میں قیام پذیر رہتے تھے، ان کی مقبولیت کا ، اور خواص امت کے ان کی طرف رجوع کا اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جب حضرت سید آدم بنوریؒ حرمین شریفین کے سفر کے لیے روانہ ہوئے تو چالیس ہزار لوگ ان کو بندرگاہ تک رخصت کرنے کے لئے پہنچے، جن میں اکثر علماء اور خواص امت تھے۔ اس وقت کے بادشاہ شاہ جہاں کو جب آپ کے سفر کی روداد معلوم ہوئی، تو اس نے اپنے درباریوں سے اس خدشے کا اظہار کیا کہ یہ شخص تو میرا تختہ کبھی بھی پلٹ سکتا ہے۔ اس لئے اس کی مقبولیت کو کم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ شاہ جہاں کی اس بدگمانی کی وجہ سے حضرت سید آدم بنوریؒ نے حرمین شریفین سے واپسی کا ارادہ ہی ملتوی فرمادیا۔

سید آدم بنوریؒ کے کتاب و سنت کی اتباع میں رسوخ اور ان کے سلسلہ میں اتباع سنت میں ثبات کو سمجھنے کے لئے برصغیر کے علماء کے سرخیل اور استاذ الکل حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہؒ کی یہ روایت کافی ہے جو شاہ ولی اللہ کو حجۃ الاسلام بنانے والے ان کے والد ماجد، استاد اور شیخ و مربی حضرت شاہ عبد الرحیم کے حالات میں انفاس العارفین میں نقل کی ہے:

''حضرت والد ماجدؒ نے فرمایا کہ میں بارہ تیرہ برس کا تھا کہ حضرت زکریا علیہ السلام کو سامنے موجود دیکھا، انھوں نے اسم ذات کے ذکر کی تلقین فرمائی، نبوت کی نورانیت سے اس تلقین میں یہ تاثیر دکھائی دی کہ اس نوعمری میں، تعلیم حاصل کرنے کی وجہ سے مشغولی، اور کم توجہی کے باوجود ذکر کی ایسی برکات عطا ہوئیں، کہ بڑے بڑے کامل اور طالبان حق سے ظاہر نہیں ہوئیں۔

اس واقعہ کے بعد حضرت شیخ عبد العزیز قدس سرہ کو خواب میں دیکھا، فرمایا کہ بیٹا، ارادت کا ہاتھ کسی کے ہاتھ میں نہ دینا ، یہاں تک کہ حضرت خواجہ تجھے قبول فرمائیں، اس کے بعد تجھے اختیار ہے۔ یہ واقعہ میں نے تعبیر کی خاطر حضرت خواجہ خورد سے عرض کیا اور کہا کہ اس شہر کے اہل معرفت میں آپ کے سوا کوئی بھی خواجہ کے لقب سے مشہور نہیں۔

فرمانے لگے: اس کی تعبیر یہ ہے کہ تمہیں خواجہ کائنات ﷺ کی بیعت نصیب ہوگی، کیونکہ اس فقیر کا مرتبہ اس سے کم تر ہے کہ حضرت شیخ عبد العزیز خواجہ کہیں۔

فقیر (شاہ ولی اللہ) کو اسی طرح یاد ہے، جب کہ بعض احباب شیخ عبد العزیز کے بجائے خواجہ نقش بند کا ذکر کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

اس کے بعد میں تعبیر کے ظاہر ہونے کا منتظر رہا، اس دوران اکثر درود پڑھنے میں مشغول رہتا تھا۔ ایک رات درود پڑھ رہا تھا کہ چاند کی شکل میں ایک نورانی شبیہ ظاہر ہوئی، حالانکہ اس رات چاند نہیں تھا، آہستہ آہستہ وہ شبیہ پوری زمین پر پھیلنا شروع ہوئی، پھر میرے سر اور جسم پر وارد ہوئی۔ جب تک وہ شبیہ میرے سر پر پوری طرح وارد نہیں ہوئی تھی تب تک تو میں اس نورانی نظارے کی رعنائیوں میں مست ہو رہا تھا، جب بالکل سر پر آ گئی تب میں بے ہوش ہو گیا اور ظاہری نگاہوں سے میرا وجود غائب

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ہو گیا، واللہ اعلم۔ کیونکہ میرے والد نے مجھے بہت ڈھونڈا مگر نہ پایا جس کی وجہ سے وہ پریشان ہو گئے۔

ادھر اسی عالم اور گمشدگی کے عالم میں رہتے ہوئے میں نے آسمان پر آسمان طے کرنا شروع کئے، یہاں تک کہ ان سب کو پار کر گیا اور بارگاہ سید الانام ﷺ میں جا پہنچا، جہاں آپ نے بیعت میں قبول فرما کر نفی واثبات کی تلقین فرمائی، تھوڑی دیر بعد مجھے افاقہ ہوا اور پہلی حالت میں آ گیا۔ چند دنوں بعد میں نے خواجہ خورد کے سامنے عرض کیا کہ مجھ سے جو وعدہ کیا گیا تھا وہ تو پورا ہو چکا ہے۔ اب میری اصلاح وتربیت کا کیا ہوگا؟

فرمانے لگے: ظاہری بیعت بھی کسی سے کرنی ہی چاہئے۔

میں نے کہا: جی چاہتا ہے کہ آپ سے ہی بیعت کرلوں؟

فرمانے لگے: تمہیں بہت ہی دوست رکھتا ہوں لہٰذا نہیں چاہتا کہ تم کو اپنی بیعت میں لوں۔

میں نے عرض کیا کہ میں آپ کا مطلب نہیں سمجھ سکا کہ دوستی رکاوٹ کیوں بن گئی۔

فرمایا کہ میں بعض غیر شرعی کام کرتا ہوں اور سنت کی اتباع میں بھی کاہلی، غفلت اور سستی کا روادار ہوں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھ سے تعلق تمہارے قدم کو شریعت کے راستے سے ہٹا دے۔ ہاں البتہ مجلس میں آتے رہو، فیض وبخشش جاری رکھوں گا۔

میں نے عرض کیا کہ پھر یہ رہنمائی فرمائیں کہ کس سے تعلق قائم کروں؟

فرمانے لگے: اگر شیخ آدم بنوری کے خلفاء میں سے کوئی مل جائے تو زیادہ مناسب رہے گا۔ کیونکہ یہ حضرات شریعت کی اتباع، دنیا سے بے رغبتی اور نفس کی پاکیزگی میں ایسا کمال رکھتے ہیں جو دوسروں کو میسر نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ ہمارے پڑوس میں ان کے خلفاء میں سے سید عبداللہ قیام پذیر ہیں، فرمانے لگے کہ غنیمت ہیں، جلد ہی ان سے تعلق پیدا کرلینا چاہئے۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ پہلی ہی بار میں حضرت نے بیعت قبول فرمالی، حالانکہ آپ پر تنہائی پسندی، گوشہ نشینی کا غلبہ تھا، بیعت کے بعد میں خواجہ خورد اور سید عبداللہ رحمہم اللہ دونوں کی خدمت میں حاضر ہو کر فیض حاصل کرتا رہا۔'' (انفاس العافین اردو ترجمہ: ص ۶۴-۶۶)

کمال اتباع سنت اور جادہ شریعت پر ثابت قدمی میں ممتاز سید آدم بنوریؒ کے کثیر خلفاء میں سے چار خلفاء کو، میرے حضرت والا، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نور اللہ مرقدہ (تاریخ دعوت وعزیمت جلد چہارم) کی شہادت کے مطابق خصوصی مقبولیت اور شہرت حاصل ہوئی، حضرت سید شاہ علم اللہ رائے بریلویؒ، حضرت شیخ سلطان بلیاوی لکھمنیوی، حضرت سید عبداللہ اکبرآبادی، اور شیخ شریف شاہ آبادی۔ ان میں حضرت سید شاہ علم اللہ رائے بریلویؒ اور حضرت سلطان بلیاوی کا ذکر خیر اپنے حضرت والا سے بار بار سن کر اس حقیر کو ان ناموں کو سننے اور لینے میں ایک طرح سے شیرینی محسوس ہونے لگی۔

حضرت سید عبداللہ اکبرآبادی کا ذکر حضرت شاہ ولی اللہ کے یہاں خصوصاً انفاس العارفین میں پڑھ کر اور یہ معلوم ہو کر کہ وہ شاہ عبدالرحیم صاحبؒ کے شیخ ومربی تھے، تعلق ہوا۔ اس کے بعد جب اپنے وطن کے بزرگوں کی تاریخ اور حالات کو جمع کرنے کا شوق ہوا تو یہ معلوم ہو کر حضرت سید عبداللہ اکبرآبادیؒ سے بھی مذکور الذکر دونوں بزرگوں کی طرح تعلق ہو گیا کہ حضرت سید عبداللہ اکبر آبادیؒ، اصلاً ہمارے بزرگ رکن الدین ابوالفتح جون پوری ثم پھلتی کے احفاد میں تھے، اور انھوں نے ناگن ندی کے کنارے ایک مسجد بنا کر کھیڑی نام کی ایک بستی اپنے خاندان اور مریدین کے لیے بسائی تھی۔ یہ حسن اتفاق ہے کہ حضرت سید آدم بنوری کے ان تینوں ممتاز ترین خلفاء نے، سید شاہ علم اللہ رائے بریلویؒ نے سئی ندی کے کنارے ایک مسجد بنا کر اپنے احفاد کے لیے تکیہ شاہ علم اللہ، حضرت شاہ سلطان بلیاویؒ نے ندی کے کنارے ایک مسجد بنا کر لکھمنیاں نام کی بستی بسائی اور سید عبداللہ اکبرآبادی نے ناگن ندی کے کنارے ایک مسجد بنا کر کھیڑی نام کی ایک بستی جو بارہہ کے علاقہ میں ہے، آباد کرائی۔

حسن اتفاق ہے کہ حضرت سید عبداللہ اکبرآبادی کی سید آدم

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بنوری تک رسائی کے لیے اللہ تعالی نے حضرت شاہ علم اللہ رائے بریلویؒ کو ذریعہ بنایا، جو اس وقت علوم ظاہری کی تحصیل کے لئے حضرت سید عبداللہ اکبرآبادی کے وطن کھیڑی کی مسجد میں قیام پذیر تھے۔ حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ اپنے اجداد و مشائخ اور اساتذہ کے معتبر تذکرہ ''انفاس العارفین'' میں رقم طراز ہیں:

''حضرت سید صاحب ایک بزرگ سے جو شیخ آدم بنوریؒ کا صحبت یافتہ تھا (مصنف کے گمان میں یہ بزرگ سید صاحب کے عم محترم یا ان کے کوئی عم زاد بھائی تھے) روایت کرتے تھے کہ سید عبداللہ اکبرآبادی فرماتے تھے کہ، سید علم اللہؒ مجھ سے تعلیم حاصل کیا کرتے تھے۔ اسی دوران انہیں طریقت کا شوق پیدا ہوا اور شیخ آدم بنوری کی خدمت میں حاضری دینے لگے۔ اکثر اوقات تعلیم میں حرج اور ناغہ ہونے لگا، اس بات پر میں نے انہیں بہت ٹوکا۔ اسی اثنا میں میری زبان سے نکلا علم سے کورے عام فقیروں سے کیا فائدہ حاصل ہوگا؟

یہ سن کر سید علم اللہ کی حالت تبدیل ہوگئی۔ اور کہنے لگے کہ تم اور تم جیسے لوگ اگر ان کی صحبت میں آئیں تو اپنے آپ کو گونگے اور جاہل مطلق سمجھنے لگیں، میں یہ سن کر بہت تلملایا اور بھڑک اٹھا اور علم کلام کا ایک انتہائی مشکل ترین مسئلہ تلاش کر کے انہیں عاجز اور زچ کرنے کی نیت سے ان کے پاس گیا، بہت عزت و تکریم سے پیش آئے۔ میں نے اپنا اشکال پیش کیا۔

پہلے تو فرمانے لگے: یہ مسئلہ خالص علمی ہے اور فقیر عامی ہے، میں کیا جانوں، ہاں البتہ تم عالم ہو، یہ تو تم ہی سے حل کرانا چاہیے۔ اسی طرح ٹال مٹول کرتے رہے، یہاں تک کہ میں نے یقین کرلیا کہ انہیں علم لدنی کا کوئی دعوی نہیں اور مشکل مسئلہ میں ان کی لاعلمی مجھ پر ظاہر ہوگئی۔

اس خیال کا آنا تھا کہ ایک دم ان کا چہرہ سرخ ہوگیا اور بلند آواز سے فرمانے لگے کہ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ اگر مشرق و مغرب کے علماء جمع ہوں تو بھی حل نہ کرسکیں، البتہ ہم اسے حل کریں گے، پھر شگفتہ، پُر تاثیر تقریر شروع کی جس سے اشکال رفع ہوگیا۔ آپ نے ایسے معارف اور نکات بیان کئے جن تک میرا فہم وشعور نہیں پہنچ سکتا۔ اکثر باتیں میری سمجھ سے اوپر تھیں۔

میں اپنے آپ کو ان کے آگے طفل مکتب سمجھنے لگا، جب ان کی مجلس سے اٹھا تو خیال آیا کہ ان کی سچائی ظاہر ہوچکی ہے، لہٰذا توبہ کرلینی چاہیے۔ جھوٹی انا اور خواہش نفس نے ایسا جکڑ رکھا تھا کہ دوبارہ علم تفسیر کا ایک مشکل ترین مسئلہ ڈھونڈ کر ان کے سامنے پیش کیا۔ اس بار بھی روز اول کی طرح تعظیم سے پیش آئے اور حد سے زیادہ معذرت کرنے لگے، جس سے مجھے شبہ گزرا کہ شاید اس مسئلہ کے بیان سے عاجز آگئے ہیں۔ مگر ایک دم پلٹا کھایا، اور تقریر دل پذیر شروع کردی۔ تیسرے دن بھی یہی واقعہ پیش آیا، جس سے متاثر ہوکر میں نے دل ہی دل میں کہا کہ راست رو، اور منصف مزاج ہیں، لیکن میرے اندر کج روی اور خامی ہے۔

چنانچہ میں نے ان کا امتحان اور آزمائش لینے سے توبہ کی، اور اپنی خطا و قصور کا معترف ہوکر نیازمندی وانکساری سے ان کی مجلس میں پہنچا، اس بار کوئی توجہ نہ فرمائی۔ جوتیوں میں بیٹھا، توبہ و زاری کا اظہار کرتا رہا۔ فرمانے لگے تم تو صاحب علم ہو، سر کے بال کنپٹیوں سے نیچے کیوں چھوڑ رکھے ہیں اور تہ بند ٹخنوں سے نیچے کیوں لٹک رہا ہے؟ حجام کو بلوایا سر منڈوادیا، اور تہ بند ٹخنوں سے اوپر کراکے بیعت فرمالیا۔''

(انفاس العافین، اردو ترجمہ: ص ۷۸-۸۰)

اس حقیر راقم سطور جیسے دیہاتی گنوار پر رب کریم نے بلا استحقاق جو احسانات اور انعامات فرمائے، ان میں ایمان واسلام کے بعد اس حقیر کی شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی نور اللہ مرقدہ کے قدموں میں، تکیہ شاہ علم اللہ کی ڈیوڑھی تک رسائی ہے۔ وہاں حاضری ہوئی۔ باوجود طبیعت کی کاہلی اور حقوق کی ادائیگی کے ڈر سے عزلت پسند ہونے کے، حضرت والا کے منتسبین میں جن لوگوں سے طبعی اور دلی مناسبت ہوئی ان میں، ایک قابل قدر نام جناب ڈاکٹر عباد الرحمٰن نشاط صاحب، میرے نشاط بھائی کا ہے، جو اپنے کو شروع سے جب وہ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

شکا گو امریکہ سے آیا کرتے تھے، اور وہاں سے مکہ مکرمہ اور سعودیہ تک ''غریب نشاط'' بڑے ناز کے ساتھ بولتے تھے، اور آج تک ان کو اپنی اس غربت پر بڑا ناز ہے، اور ہمیں ان کی غربت پر بڑا رشک آتا رہا ہے۔

اپنے حضرت والا کو ہمیشہ ان کے ساتھ جو اعتماد، محبت اور اپنائیت، اور جو تعلق دیکھا شاید اس کی وجہ سے یہ تعلق اور محبت اپنے مطلب کے لیے بڑھتا رہا۔ میرے حضرت والا جن کے یہا ں نسبتوں اور سلسلوں کی حد درجہ قدر و منزلت تھی، کے یہاں نشاط بھائی کی قدر، ان کی ذاتی فطری شرافت، ان کی علمی اور روحانی صلاحیت کے ساتھ شاید اس لیے بھی زیادہ تھی کہ وہ حضرت شاہ علم اللہ کے خاص الخاص رفیق حضرت شاہ سلطان بلیاویؒ کی نسبی اولاد میں ہیں۔ نشاط بھائی سے والہانہ تعلق، اور حضرت شاہ سلطان بلیاویؒ کے وطن ہونے کی وجہ سے اس حقیر کو لکھمنیاں حاضری کا بہت اشتیاق تھا۔ رب کریم کی رحمت کے قربان، کہ اس آوارہ گرد کو میرے کریم رب نے ایک بار لکھمنیاں رسائی نصیب فرمائی۔ یہاں پر ہمارے حضرت والا کے تین خلفاء ایک ہی علاقہ میں ڈاکٹر محی الدین صاحب، جناب سید مہدی حسن، اور میرے محبّ و حبیب ''غریب'' نشاط بھائی، (ڈاکٹر عباد الرحمٰن نشاط) موجود تھے۔ لکھمنیاں کی روحانی فضا اور حضرت شاہ سلطانؒ کے خاندان کے لوگوں میں کچھ وقت گزار کر یہ بے بصیرت بھی وہاں کی روحانی فضا سے بے حد متأثر ہوا۔ اسی وقت سے دل میں خواہش ہوئی کہ حضرت شاہ سلطانؒ کے حالات پڑھنے کو ملیں اور اگر وہ کسی کتاب میں یکجا نہیں ہیں تو کسی طرح کوئی ان کو یکجا کر دے۔

یہ حقیر رب کریم کا اس بے بضاعت پر احسان و کرم سمجھتا ہے کہ میرے برادر مکرم محبّ و حبیب میرے ''غریب نشاط بھائی'' کے دل میں اللہ تعالیٰ نے اس حقیر کی اس خواہش کی تکمیل کا تقاضہ پیدا کیا، اور جب اس ذات عالی کی طرف سے کسی کام کے کرنے کا اشارہ کن ہو جاتا ہے تو اسباب خود سلامی کرنے حاضر ہو جاتے ہیں۔ بالکل عجیب طریقہ پر شیخ امین بدخشی کا شیخ سلطان پر مستند رسالہ نتائج الحرمین کا اصل فارسی متن اور اس کا اردو ترجمہ اللہ نے نشاط بھائی تک پہنچا دیا۔

ڈاکٹر عباد الرحمٰن نشاط، میرے حضرت والا الشیخ العرب والعجم مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے بہت معتمد اور محبوب خلفاء اور مجازین میں ہیں اور حضرت کے جانشین اور ملت اسلامیہ کے موجودہ صدر نشین حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم کا بھی ان کو خاص الخاص اعتماد حاصل ہے۔ وہ اس کے حقدار تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس خدمت کے لیے ان کو خاص الخاص توفیق سے نوازا جائے، اس لیے کہ نہ صرف اس روحانی سلسلہ کی وہ ایک روحانی کڑی ہیں، بلکہ انہیں حضرت شاہ سلطان رحمۃ اللہ علیہ کے احفاد میں ہونے کی نسبت بھی حاصل ہے، اور اس سے زیادہ خود وہ تعلق مع اللہ اور سنت و شریعت کے سلسلہ میں حد درجہ محتاط اور ورع و تقویٰ کے لحاظ سے بھی اس دینی اور روحانی دولت کے نمونہ اور امین ہیں، جو اس مجددی سلسلہ کا امتیاز ہے۔ اس کے ساتھ رب کریم نے ان کو تاریخی دیانت اور قول و فعل کے سلسلہ میں کمال احتیاط کے منصب پر فائز فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ ایک زمانہ تک امریکہ میں انگریزی میں پی ایچ ڈی کر کے وہاں کی ایک مؤقر یونیورسٹی میں تدریس سے وابستہ رہے ہیں۔ اس کے بعد زمانہ دراز تک مکہ معظّمہ میں اور اُبھا یونیورسٹی میں انگریزی کے استاذ کی حیثیت سے رہ کر مغرب و مشرق سے علوم میں دسترس حاصل کی ہے۔ اس طرح ان کو اس خدمت کا حق شفعہ حاصل ہے۔

اس کتاب کی خصوصیت یا نشاط بھائی کی بالغ نظری کہئے کہ انھوں نے شاہ سلطانؒ کے اس تذکرہ میں محض ان کے سوانحی خاکہ پر توجہ مرکوز کرنے کے بجائے ان کی اور ان کے سلسلہ کے طریقہ تعلیم و تربیت، اور اصلاح و تزکیہ کے اصول اور ضابطے پر زیادہ بحث کی ہے اس طرح یہ کتاب ایک سوانح نہ ہو کر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ، جس کا امتیاز قرآن و سنت میں رسوخ رہا ہے، اور سلسلہ تصوف و سلوک کے اصول کی کتاب بھی بن گئی ہے، جس کو پڑھ کر

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

تصوف وسلوک کے سلاسل میں افراط وتفریط کو سمجھنے اوران کو جادہ شریعت پرگامزن کرنے میں مدد ملے گی۔

میرے حضرت والاحضرت مولانا نوراللہ مرقدہ نے جابجا یہ بات فرمائی کہ سیرت وسوانح بہترین واعظ ہوتی ہیں۔ اس سیرت وسوانح کی خصوصیت یہ ہے کہ جہاں یہ ایک صاحب بصیرت ربانی وروحانی شخصیت کے حالات پر مبنی تصنیف ہے، وہیں یہ فنافی اللہ علمائے ربانی کے معتمد صاحب دل اور صاحب بصیرت کے قلم سے لکھی گئی تصنیف بھی ہے۔

جیسا کہ کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ حضرت شاہ سلطان بلیاویؒ اورشاہ علم اللہ کا تعلیم وتربیت کا زمانہ اور سلسلہ آخری درجہ میں رفاقت کا رہا،اور ظاہری اور باطنی علوم میں یہ بزرگ ساتھ ہی رہے ہیں، تو قوی امکان ہے کہ شاہ ولی اللہ کی شہادت کے مطابق شاہ علم اللہؒ کے ساتھ حضرت شاہ سلطان بھی سیدعبداللہ اکبرآبادی کے یہاں ہم درس رہے ہوں، جن کا تعلق اصلا پھلت سے تھا اور بعد میں انھوں نے کھیڑی نام کی ایک بستی آباد کی،اور جوشاہ جہاں کی درخواست پر درباری علماء اورفقہاء کی تربیت کے لئے شاہ جہاں اور جہاں گیر کے استاذ ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ کی سفارش پر نہ چاہتے ہوئے بھی اکبرآباد (آگرہ) چلے گئے تھے،اوروہیں پران کا وصال ہوااور اکبرآبادی کی نسبت سے معروف ہوئے۔ ہوسکتا ہے ابتدا میں اپنے استاذ سیدعبداللہ اکبرآبادی کی ایما پرشاہ جہاں کے لشکر میں شاہ علم اللہ اور شیخ سلطان بلیاویؒ نے ملازمت اختیار کی ہو، جو بعد میں ترک کردی ہو،شاید تکیہ،لکھمنیاں اور پھلت کے ان تینوں بزرگوں کے اس رشتہ کی وجہ سے اس حقیر کوحضرت شاہ سلطانؒ سے ایک طرح کا جذباتی تعلق ہے کہ اس کتاب کی تالیف سے اس حقیر کو غیرمعمولی خوشی ہوئی، اوریہ خوشی اس لیے اوربھی دوبالا ہوگئی کہ اس کے مصنف میرے ''غریب'' نشاط بھائی ہیں۔

بچپن میں پیران پیرحضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا ملفوظ پڑھا تھا کہ کسی مومن کے لیے وعظ ونصیحت اس وقت تک جائز نہیں جب تک اللہ کی محبت میں فنا ہوکراس کا یہ حال نہ ہوجائے کہ وہ بلوائیں تو بولے، اوروہ خاموش رکھیں تو خاموش رہے، ایسی بڑی شرط کے بارے میں یہ خیال ہوتا تھا کہ یہ شرط کس طرح ممکن ہے، لیکن جب ڈاکٹر عبادالرحمٰن نشاط (نشاط بھائی) کوقریب سے دیکھنے اور سمجھنے کا موقع ملا تو ہمیشہ یہ خیال آیا کہ اس مصداق کے حقیقی مصداق میرے نشاط بھائی ہیں، جن سے اگرچہ ابتدا میں بڑی بے تکلفی کا تعلق قائم تھا، مگران کی فطری اور خلقی صلاحیت کی وجہ سے وہ ہمیں زمین پر چھوڑ کر کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔ ایسے مومن کامل اور روحانی شخصیت کی تصنیف وہ بھی حضرت شیخ سلطان بلیاویؒ کے حالات پر، بھلا کیوں نہ اس میں بلا کی تاثیر ہوگی۔

ابھی کتاب طباعت کے لئے نہیں گئی ہے، مگر الحمد للہ اس کتاب کی فوٹو کاپیاں اور پی ڈی ایف کو یہاں لوگوں نے لے کر پڑھنا شروع کردیا، اور یہ بات بڑی قابل قدر ہے کہ اس کتاب کے پڑھنے والے لوگوں نے زیادہ تر اپنے اندر غیرمعمولی روحانی اوردینی تبدیلی محسوس کی ہے۔

دلی خواہش تھی کہ اس کتاب پر ہم سب کے مربی اور مرشد محترم حضرت مولانا سید محمد رابع دامت برکاتہم چندسطریں تحریر فرمادیں۔ نشاط بھائی حضرت والا کی صحت اور وہاں کے حالات کی وجہ سے پس وپیش میں تھے کہ زحمت دیں یا نہ دیں۔ اس حقیر کے اصرار پر حضرت والا کی خدمت میں درخواست پیش کردی۔ الحمد للہ حضرت والا نے بڑے انشراح کے ساتھ مقدمہ تحریر فرمایا، جس سے اس کتاب کی قیمت اوراہمیت دو چند ہوگئی۔ نشاط بھائی نے شاید اس کتاب کی تصنیف اوراشاعت میں اس حقیر کے شوق کی وجہ سے بالاصرار حکم کیا کہ یہ حقیر خودبھی اس پر کچھ کالی لکیریں نکالے۔ ایک زمانہ تک اس حقیر کو اپنی حیثیت کا خیال مانع رہا، مگر اب تعمیل حکم میں یہ کالی لکیریں حاضر خدمت ہیں۔

اللہ تعالی اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں قبول فرماکر اپنے مخلص اور نیک بندہ کی کاوش کو قبول فرمائیں اوراور مصلح عالم ربانی کے فیض کو عام وتام ہونے کا ذریعہ بنائیں۔

[ختم شد]

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کورونا ویکسین
شرعی نقطۂ نظر

—— مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

بیماری اور شفاء دونوں اللہ کی طرف سے ہیں، اگر فکر آخرت کے ساتھ انسان ان کا سامنا کرے تو دونوں ہی اللہ کی نعمتیں ہیں، ایک صاحب ایمان بیماری پر صبر کرتا ہے اور صبر بہت ہی اہم عمل ہے، یہاں تک کہ قرآن مجید نے کہا ہے: إن اللہ مع الصابرین (بقرہ:۱۵۳) ''اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے'' مؤمن نے بیماری کا علاج کرایا تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سنت پر عمل کیا، اور کوئی بھی عمل اتباعِ سنت کی نیت سے کیا جائے تو باعث اجر ہے، اگر اللہ تعالیٰ شفاء عطا فرمادیں تو بندہ اپنے مالک کا شکر ادا کرے اور شکر بھی صبر کے ہم پلہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص روزہ رکھے اور بھوک و پیاس پر صبر کرے، دوسرا شخص کھائے پیئے اور اللہ کا شکر ادا کرے دونوں کا عمل قابل قدر ہے: الطاعم الشاکر کالصائم الصابر (سنن الدارمی، کتاب الاطعمۃ، حدیث نمبر:۲۰۶۷)

اسلام سے پہلے بعض مذہبی گروہوں نے اپنے خیال کے مطابق اللہ کی نزدیکی کے لئے رہبانیت کا راستہ اختیار کیا، بعض لوگ غسل نہیں کرتے تھے، بعض لوگ خوشبو نہیں لگاتے تھے، بعض لوگ کانٹوں پر سو کر اپنے آپ کو لہولہان کر لیتے تھے، بعض لوگ بھوکے پیاسے رہتے تھے، بعض لباس سے آزاد ننگے بدن رہا کرتے تھے، یہاں تک کہ یورپ میں کلیسا کے مذہبی رہنماؤں نے علاج کو بددینی قرار دیا تھا، ان کا خیال تھا کہ انسان اللہ کے حکم سے بیمار پڑتا ہے؛ لہٰذا اگر بیماری کا علاج کرایا جائے تو یہ منشاء ربانی میں خلل پیدا کرنا ہوگا؛ لیکن اسلام دین فطرت ہے اس نے رہبانیت کو منع کیا، (شرح السنۃ للبغوی، حدیث نمبر:۴۸۴) اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ بیماری بھی اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا فرمائی اور اس کی دوا بھی اللہ ہی نے پیدا کی اس لئے علاج کرایا کرو۔

(المعجم الکبیر للطبرانی:۲۵۴/۲۴)

علاج کی ایک صورت یہ ہے کہ بیماری پیدا ہو جائے اور اس کے بعد اس کی دوا لی جائے، دوسری صورت یہ ہے کہ ابھی بیمار تو نہیں ہوا ہے؛ لیکن جسم کی اندرونی کیفیت، ماحول وغیرہ کی وجہ سے بیمار پڑنے کا اندیشہ ہے، ان دونوں صورتوں میں بیماری سے شفا پائے یا بیماری کے امکان خطرہ سے بچنے کے لئے دواؤں کا استعمال جائز ہے؛ البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ بیماری کی نوعیت، قوت مدافعت کی کمی یا استحکام اور بیماری سے متأثر کرنے والے ماحول میں شدت کی کیفیت کے اعتبار سے حکم میں کسی قدر فرق ہو، ہر شخص معتبر صاحب افتاء کے سامنے اپنی کیفیت رکھ کر ان سے رائے لے سکتا ہے، کورونا ویکسین بنیادی طور پر علاج کی دوسری قسم میں شامل ہے کہ ایک شخص ابھی کورونا کے مرض میں مبتلا نہیں ہے؛ لیکن وبائی صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے حفاظتی تدبیر کے طور ویکسین لیتا ہے، کسی خاص دوا کے جائز اور ناجائز ہونے میں بنیادی طور پر دو باتوں کا دخل ہے، ایک یہ کہ دوا کے اجزاء ترکیبی کیا ہیں؟ دوسرے: مریض کو کس حد تک اس دوا کی ضرورت ہے؟

جہاں تک دوا کے اجزاء کی بات ہے تو بنیادی طور پر دوائیں تین چیزوں سے حاصل کی جاتی ہیں، اول: جمادات، یعنی مٹی، لوہا، چونا، سونا، چاندی، پتھر وغیرہ، دوسرے: نباتات، یعنی زمین سے نکلنے والے پودوں، پھلوں، پھولوں، پتوں اور درخت کی چھالوں سے، تیسرے: حیوانات، یعنی جانور کے اجزاء گوشت، ہڈی اور چمڑے وغیرہ سے، ان میں سے پہلی قسم کی تمام چیزیں جائز ہیں، ان میں سے کسی چیز کو شریعت میں حرام قرار نہیں دیا گیا،

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

نباتات میں سوائے نشہ آور جز کے تمام درخت، پودے اور ان سے نکلنے والی چیزیں حلال ہیں اور قدیم دور سے موجودہ دور تک زیادہ تر دوائیں نباتات ہی سے حاصل کی جاتی ہیں، اگر کسی ویکسین میں ان دونوں چیزوں کا استعمال ہو تو اس کا جائز ہونا ظاہر ہے۔

اصل مسئلہ حیوانات کا ہے، حیوانات میں بعض حلال ہیں اور بعض حرام، اور جو حلال ہیں، ان کے بھی بعض اجزاء حرام ہیں، اسی طرح اگر جانور کو شرعی طریقہ پر ذبح نہ کیا گیا ہو تب بھی وہ حرام ہیں اور مردار کے حکم میں ہیں، اب اگر شرعی طریقہ پر ذبح کئے ہوئے حلال جانوروں کے حلال اجزاء جیسے چمڑے، گوشت، ہڈی سے دوائیں بنائی جائیں تو اس کے جائز ہونے میں بھی کوئی شبہ نہیں؛ لیکن اگر حرام جانور، حلال جانور کے حرام اجزاء، شرعی طریقہ کی رعایت کے بغیر ذبح کئے گئے حلال جانوروں سے دوا حاصل کی جائے تو یہ قابل غور ہے، جیسے ان کا کھانا حرام ہے، ایسے ہی دوا کے طور پر ان کا کھانا یا ان کو رگ اور گوشت وغیرہ کے ذریعہ جسم کے اندر پہنچانا بھی جائز نہیں ہے؛ لیکن دو صورتیں مستثنیٰ ہیں:

ایک یہ کہ ان کے اجزاء سے اس طرح دوا بنائی جائے کہ ان کی حقیقت ہی تبدیل ہو جائے تو اب ان پر حرام ہونے کا حکم باقی نہیں رہے گا؛ کیوں کہ شریعت کے احکام کسی چیز کی موجودہ شکل سے متعلق ہوتے ہیں، جب شکل بدل جائے تو حکم بھی بدل جاتا ہے، اور حقیقت کی تبدیلی کس وقت مانی جائے گی؟ یہ ایک بہت ہی دقیق اور پیچیدہ مسئلہ ہے، فقہاء نے اس پر جو بحث کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ چیزوں کی نوعیت اور کیفیت تین چیزوں سے ظاہر ہوتی ہے: رنگ، بو اور مزہ، اگر یہ تینوں چیزیں بدل جائیں تو اس کو حقیقت کے بدل جانے کی علامت مانا گیا ہے، ہندوستان کے دو اہم فقہی تحقیقی اداروں اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا اور ادارۃ المباحث الفقھیہ (جمعیۃ علماء ہند) نے اصحاب افتاء اور ماہرین کے مشورہ سے اسی طرح کا فیصلہ کیا ہے؛ لہٰذا اگر ویکسین میں حرام حیوانی اجزاء استعمال کئے گئے ہوں اور ان میں کیمیکل اجزاء کے ذریعہ ایسی تبدیلی پیدا ہوگئی ہو تو ان کا استعمال جائز ہوگا، دوسرے: اگر حقیقت و ماہیت تبدیل نہ ہوئی ہو؛ لیکن علاج کے لئے ماہر اطباء کی تحقیق کے مطابق اس کا استعمال ضروری ہو تب بھی اس کا استعمال کیا جا سکتا ہے؛ کیونکہ خود قرآن مجید میں جان بچانے کے لئے حرام شئی کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے۔ (بقرہ: ۱۷۳)

اگر ان تفصیلات کی روشنی میں کورونا ویکسین کے مسئلہ پر غور کیا جائے تو ایک تو میرے حقیر علم کے مطابق اس میں حرام اجزاء کا شامل ہونا پایۂ تحقیق کو نہیں پہنچا ہے، سوشل میڈیا پر اس طرح کی باتیں آرہی ہیں؛ لیکن کسی فارمیسی کمپنی نے اس کی تصدیق نہیں کی ہے اور نہ کسی نے لیباریٹی میں تجزیہ کرایا ہے اور اس کی مصدقہ رپورٹ پیش کی ہے؛ اس لئے صرف شک کی بناء پر اس کو حرام قرار نہیں دیا جا سکتا؛ بلکہ برطانیہ میں بننے والی ویکسین کے بارے میں یہ بات بھی آئی ہے کہ اس کو نباتات سے تیار کیا گیا ہے، اور اگر حرام اجزاء کا استعمال کیا بھی گیا ہو تو کیا وہ اپنی حقیقت کے ساتھ باقی ہیں، یہ بات واضح نہیں ہے؛ بلکہ ویکسین کی جو شکل اخبارات اور سوشل میڈیا میں آرہی ہے، جو عرق کی شکل میں ہے، بظاہر اس سے یہی گمان ہوتا ہے کہ اس کے اجزاء مکمل طور پر تبدیل ہو چکے ہیں؛ اس لئے اگر اس کی وجہ سے انسان کی زندگی یا اس کی کسی صلاحیت پر منفی اثر نہیں پڑتا ہو تو اس کے استعمال میں شرعاً کوئی حرج نہیں، اور طبی اعتبار سے کیا اثر پڑ سکتا ہے؟ اس کا فیصلہ طبی ماہرین ہی کی رائے پر ہو سکتا ہے، رہ گیا لاکھوں افراد میں دو چار آدمی کا ویکسین کے استعمال کے بعد نقصان سے دوچار ہونا تو یہ کوئی دلیل نہیں؛ کیوں کہ روز مرّہ جو دوائیں استعمال کی جاتی ہیں، بعض دفعہ ان کا بھی ری ایکشن ہوتا ہے، اور بہت سی اموات ہو جاتی ہیں، بہر حال علاج ایک تدبیر ہے اور تدبیر کوئی بھی ہو اللہ تعالیٰ کی مشیت ہی سے نتیجہ خیز ہوتی ہے؛ اس لئے دعاء کا اہتمام بھی ضروری ہے کہ کورونا کی جو لہر بار بار آرہی ہے، اللہ تعالیٰ اس سے ہم سب کو محفوظ رکھے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

غیر مسلموں میں دعوت دین

وقت کا اہم تقاضہ

ذوالقرنین احمد

ہندوستان میں مسلمانوں کے حالات بد سے بدتر ہوتے جارہے ہیں، ملک کی سرزمین ہمارے لیے ایسی قانون سازی کے ذریعے تنگ کی جارہی ہے جس کا مقصد صرف مسلمانوں کو ختم کرنا ہے، انہیں اپنے عقیدے سے دور کرنا ہے، انہیں دین بیزار کردینا ہے۔ دن بدن غیر مسلم فتنہ پرست عناصر میں مسلمانوں اور اسلام سے نفرت، بغض وعداوت، ظلم وتشدد، فرقہ وارانہ فسادات، اسلام کو دہشت گردی سے جوڑنا، اسلاموفوبیا میں اضافہ ہوتا جارہا ہے جو نفرت کی ایک نئی تاریخ رقم کررہے ہیں۔ ایک زمانہ ایسا بھی گزرا ہے جب ملک کو آزاد کرانے میں مسلمانوں نے غیر مسلم انصاف و حق پسند افراد کو ساتھ لے کر آزادی کی تحریک شروع کی اور انگریزوں کو ملک سے نکال باہر کیا۔ مسلم تنظیموں اور مسلم قائدین نے آزادی کے قبل سے ہندوستان میں جو بھی اپنے مذہب کے تعلق سے دعوت دین، اسلام کی تبلیغ واشاعت کی سرگرمیوں کو انجام دیا، اس کا دائرہ کار بہت حد تک صرف مسلمانوں تک محدود رہا ہے اور آج بھی علمائے کرام، مذہبی جماعتیں، تنظیمیں، تحریکیں، مسلمانوں کے اندر ہی کام کررہی ہے

مسلمانوں میں دین کا کام کرنے سے بالکل نہیں روکا جارہا ہے، لیکن اپنے مذہبی تنظیمی، تحریکی، جماعتی، سرگرمیوں کے دائرے کو وسیع کرنے کی طرف متوجہ کرنا ہے۔ مذہب اسلام آفاقی مذہب ہے، کائنات کو وجود اللہ تعالیٰ نے بخشا ہے، اور ایک اللہ کی طرف متوجہ کرنے کے لئے بھٹکی ہوئی انسانیت کو راہ راست پر لانے کے لئے کم وبیش سوا لاکھ انبیاء کرام علیہم السلام کو دنیا میں مبعوث فرمایا۔ آخر میں رحمت للعالمین حضرت محمد ﷺ کو نبی و رسول بنا کر بھیجا گیا، جو خلا نبی کریم ﷺ کے تشریف لانے سے قبل پیدا ہوا تھا، اس میں انسانیت اپنے سچے خدا کو بھول چکی تھی اور جہالت کی زندگی گزار رہی تھی، ظلم و جبر، قتل و غارت گری، ناانصافی، حرام خوری کا بازار گرم تھا۔ ایسے حالات میں آپ ﷺ نے دین کی دعوت اہل مکہ، قریش مکہ، سرداران مکہ کو پیش کی جو دور اتنی جہالت کا تھا جس میں بچیوں کو زندہ درگور کردیا جاتا تھا شراب عام تھی، سود عام تھا، جس کے پاس جتنی پرانی شراب ہوتی تھی وہ اتنا ہی معزز خاندان کا سمجھا جاتا تھا۔ لیکن آپ ﷺ نے ایسے حالات میں اہل مکہ کو دین کی طرف بلایا اور ایک اللہ کی عبادت کرنے اور آپ ﷺ کو آخری رسول تسلیم کرنے کی دعوت پیش کی۔ جس میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا نے ان کی دعوت پر لبیک کہا اور ان چند افراد کی جماعت نے اور دیگر لوگوں کلمہ کی دعوت پیش کی جس سے ایک بڑی تعداد وجود میں آئی اور آپ ﷺ کے اخلاق و کردار، تعلیمات کو دیکھ کر لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے۔

یہ تھا نبی کریم ﷺ کی دین اسلام کی دعوت غیروں میں پیش کرنے کی ابتدا، آج ہمارے ملک کے حالات جس قدر مسلمانوں کے لئے ناسازگار ہوتے جارہے ہیں، اس میں ایک بھول ہماری تنظیموں اور علمائے کرام سے یہ ہوئی کہ انھوں نے غیر مسلموں میں دین اسلام کی دعوت کو پیش کرنے کو اپنا مشن نہیں بنایا، اپنے تنظیمی، تحریکی، جماعتی ایجنڈے میں دعوت دین کے عنوان کو شامل کرنا ضروری نہیں سمجھا، اور اس کا خمیازہ آج کی نوخیز نسل بھگتنے پر مجبور ہے۔ ہم نے دیکھا کس طرح سے مسلمانوں کو کرونا وائرس کی وبا کے نام پر بدنام کیا گیا اسلام کو نشانہ بنایا گیا اسلاموفوبیا پھیلا کر غیر مسلموں میں اور بھی نفرت کی آگ کو بھڑکایا گیا ہے۔ جس کے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اثرات بڑے بڑے شہروں سے لے کر دیہات، گلی محلوں، بازاروں تک دیکھنے کو ملے ہیں، اس نفرت کا اتنا نقصان مسلمانوں کو ہوا ہے اور آگے بھی مستقبل میں بھگتنا پڑ سکتا ہے۔ اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ ہم نے، ہمارے تعلق سے اسلام کے تعلق سے جو غلط فہمیاں پیدا کی گئی ہیں، اس کے ازالہ کے لئے اجتماعی طور پر کوئی خاص قدم نہیں اٹھایا ہے۔ اور نہ ہی کوئی لائحہ عمل ہمارے پاس تیار ہے، سوائے کچھ تحریکوں اور جماعتوں کے۔ جن کے منشور میں غیر مسلموں میں دعوتی کام کو انجام دینا شامل ہے۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ جیسے تبلیغی جماعت سب سے بڑی جماعت بن کر ملک میں مسلمانوں میں دعوتی اصلاحی کام کررہی ہے، لیکن اس تحریک کا کام صرف مسلمانوں تک ہی محدود رہا ہے، ایسا نہیں ہے کہ اس کے ذریعے غیروں میں دین اسلام کی دعوت نہ کے برابر پہنچی ہو، لیکن تبلیغی جماعت کے ایجنڈے میں غیر مسلموں میں دعوت دین کو اگر شامل کرلیا جاتا تو ملک میں آج جو حالات ہوئے تبلیغی جماعت اور امیر جماعت حضرت مولانا سعد صاحب پر جو میڈیا کے ذریعے الزامات لگائے گئے اس کا دفاع خود ملک کے غیر مسلم افراد کرتے، جماعت اور تبلیغ کے ساتھی کبھی ایسے نہیں ہوسکتے ہیں جو میڈیا میں جھوٹ پھیلایا گیا ہے۔ اس لئے اب بے حد ضروری ہے کہ اس عظیم کام کے دائرے کو وسیع کیا جائے اور دین اسلام کے فطری آفاقی مذہب کی دعوت کو غیر مسلموں میں پیش کیا جائے۔ اور غیروں میں دعوت الی اللہ کا کام کو منظّم طریقے سے انجام دیا جائے۔

مزید یہ کہ برادران وطن کو دین کی دعوت نہ دینے کی کوتاہی صرف ایک جماعت والوں کی نہیں ہے، بلکہ اس میں دیگر تمام جماعتیں بھی برابر کی شریک ہیں، جنہوں نے دین اسلام کی دعوت کو محدود رکھا اور اپنے ہی حلقوں میں اصلاح معاشرہ کا کام کرتے رہے ہیں۔ آج اپنے اپنے گریبانوں میں جھانکنے کی ضرورت ہے۔ امت محمدیہ کا ہر شخص دین کا داعی اس وجہ سے ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے وقت خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا کہ جو حاضر ہے وہ غائبین تک دین کی دعوت کو پہنچائے، اسی طرح ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا میری طرف سے پہنچاؤ خواہ ایک آیت کیوں نہ ہو، اس حدیث کی روشنی میں ہم سب پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ دین اسلام کی دعوت کو ہم تمام انسانیت تک پہچانے کو اپنا مشن بنائیں اور اسے اپنے ذمہ داری سمجھ کر انجام دیں۔ جو ہمارے پاس امانت ہے اسے غیروں تک پہنچانا بے حد ضروری ہے۔

مدراس اسلامیہ کے منتظمین سے بھی یہ کوتاہی ہوئی ہے کہ انہوں نے مدرسہ کے نصاب تعلیم میں دین اسلام کی دعوت کو پہنچانے کے تعلق سے کوئی نصاب تیار نہیں کیا۔ کاش اگر مدارس آج سے ستر سال قبل یہ کام انجام دیتے، تو ہمارے مدارس سے فارغ ہونے والا ہر عالم وحافظ دین کا داعی بن کر غیروں میں دین اسلام کی دعوت پیش کرنے کے طریقہ سے واقف ہوتا۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ تحریکی افراد، فارغین مدارس اور ائمہ کرام حفاظ کرام کے لئے غیر مسلموں میں دعوتی خدمات کے عنوان پر تربیتی پروگرام منعقد کرتے ہیں جو بے حد ضروری ہیں، لیکن کیا ہی اچھا ہوتا کہ ہمارے طلبا جب مدرسے سے فارغ ہوتے تو وہ اس ہنر سے واقف ہوتے کہ غیر مسلموں کو دعوت دین کیسے پیش کرنا ہے۔

آج ملک کے تمام مدارس کے منتظمین کو چاہیے کہ وہ مدرسہ کے نصاب میں ایک سبجیکٹ غیر مسلموں میں دین کی دعوت کے عنوان سے شامل کریں، اس سے بہت بڑا فائدہ حاصل ہوگا۔ نفرتیں ختم ہوں گی مذہبی شدت پسندی کا خاتمہ ہوگا، اسلاموفوبیا کے ذہنی بیماروں، اور فرقہ پرست عناصر میں کمی ہوگی اور اللہ نے چاہا تو اس شعر کے مصداق ہوگا۔

ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

(بشکریہ ہندوستان اردو ٹائمز، ستمبر 2020)

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

نعت شہ ابرار
صلی اللہ علیہ وسلم

رعشہ جہانِ کفر میں ، کانپی فضائے خیبری
اے کہ تیرے وجود سے لات وہبل میں تھرتھری

ثور و حرا ترا مقام، جن و بشر ترے غلام
کاسہ بکف ترے حضور، سارا جہانِ قیصری

تو نے عجب عطا کیا فقر و غنا کا فلسفہ
دل کا فقیر تو فقیر ، دل کی غنا تونگری

جنبش لب کی بات کیا ، رب کا کہا ترا کہا
اے کہ اشارہ بھی ترا، شق قمر کا مظہری

تیرے قدم سے زلزلے، قصرِ توہمات میں
ضرب احد سے چور چور سارے بتانِ آذری

پل میں حرم سے قدس تک، پل میں زمیں سے تافلک
تیرے براق پر کہاں برقِ تپاں کو برتری

رونقِ بزمِ کن فکاں ، نازشِ حسن عرشیاں
تیرے غلام کے غلام ، سارے جنید و سنجری

طائرِ دل اسیر شب ، سازِ حیات جاں بلب
سدرہ نشین تا کجا ؟ دربدری، گداگری

داروئے دردِ دل شہا ! نغمہء جاں فزا ترا
تیرا جمالِ دل ربا، کون و مکاں کی دلبری

خنجر طائف و اُحد روک سکے نہ تیری راہ
توڑ سکا نہ جبر ثور، تیرا حصارِ بندگی

شاہ بھی شہسوار بھی، زاہد و شب گزار بھی
مظہرِ شرح ’’الکتاب‘‘ تیری تمام زندگی

اے کہ دیار نور تو، اور میں تیرگی تمام
تیرے طفیل مرتعش قلب و نظر میں روشنی

ناقہء بے زمام کو سوئے قطار کھینچ لوں
میرے سخن کا مدعا ، میرا مدارِ شاعری

بزمیؔ کوچہ گرد پر، ہو نہ حضور اگر نظر
کیسا غزل کا قافیہ ،کیسی سخن شناوری

سرفراز بزمی
سوائی مادھوپور، راجستھان

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

دعوتی سوالات اور میرے جوابات

جناب ریاض موسیٰ ملیباریؒ

قسط: ۷

برصغیر کے معروف داعی دین جناب ریاض موسیٰ ملیباری، غیر مسلموں میں دعوت کے حوالہ سے ایک بہت معتبر نام ہے، انھوں نے اپنی پوری زندگی اور تمام توانائیاں بلکہ اپنی جمع پونجی بھی اس کار خیر کے لئے وقف کر رکھی تھی، اپنے دعوتی تجربات کی روشنی میں انھوں نے اس سلسلہ کے بہت سے سوالوں کے جواب ''دعوتی سوالات'' کے نام سے مرتب کئے تھے، جنہیں ارمغان کے قارئین کے لئے قسط وار پیش کیا جارہا ہے، یہاں یہ وضاحت مفید ہوگی کہ یہ تمام جوابات دعوتی تناظر میں دیئے گئے ہیں، احکام وفتاوی کے لحاظ سے، اور اپنی ضرورت کے اعتبار سے فائدہ اٹھانے کے لئے ان میں ترمیم کی جاسکتی ہے۔ امید ہے کہ کاروان دعوت کے مسافر اس کی روشنی میں اپنا سفر اور زیادہ کامیابی کے ساتھ طے کرسکیں گے۔ ....ادارہ

سوال: عورتیں بھی دعوت کا کام کریں آپ نے یہ بات درس میں بتائی، کیا مردوں کی طرح عورتیں بھی دعوت کا کام کرسکتی ہیں؟

جواب: عورتوں کے لئے اسلام نے کچھ حدود مقرر کئے ہیں اپنے حدود، دائرے میں رہتے ہوئے وہ دعوت کا کام کرسکتی ہیں، عمر فاروقؓ جیسے جلیل القدر شخص نے اپنی بہن کی محنت سے اسلام قبول کیا، عورتوں کو عورتوں کے درمیان ہی کام کرنا چاہیے، اگر کوئی نومسلمہ عورت ہے تو وہ اپنے گھر کے افراد کو دعوت دے۔ میری نومسلم عورت کی دعوت دینے کی وجہ سے ان کی بڑی بہن ان کے شوہر اور ایک لڑکے اور، لڑکی نے اسلام قبول کیا ہے۔

لیڈیز ہاسٹل، ہاسپٹل میں لیڈیز وارڈ، جیل میں لیڈیز سیکشن اور عورتوں کے اسکول، کالج اور ایسی فیکٹریاں جن میں صرف عورتیں کام کرتی ہیں، ایسے گھرانے جس میں صرف عورتیں رہتی ہیں، ان تمام جگہوں میں عورتیں بحسن وخوبی دعوت کا کام کرسکتی ہیں، فون کے ذریعے بھی عورتوں کو دعوت دی جاسکتی ہے، ہمارے سماج کا آدھا حصہ عورتیں ہیں، عورتوں میں کام کرنے کے لئے اسلام میں کچھ حدود ہیں اس لئے عورتوں کو دعوت دینے کے لئے مسلمان عورتوں کو بھی داعی بننا چاہیے۔

بازار میں بھی مردوں کے درمیان جاکر عورت دعوت دے اس کو شریعت نے منع کیا ہے، اسی طرح سفر میں عورت کے ساتھ کسی محرم کا ہونا ضروری ہے، ایک عورت مردوں سے تنہائی میں ملے اس بات کی اسلام ہرگز اجازت نہیں دیتا ہے، گھر کی گاڑی ہوتے ہوئے بھی اپنی گاڑی میں تنہا ڈرائیور کے ساتھ سفر کرنا منع ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال: ایک عام مسلمان جو دعوتی ذہن رکھتا ہے اور یہ خواہش رکھتا ہے کہ میں دعوت کا کام کروں، کیا ایسا ممکن ہے؟

جواب: جی ہاں! ایسا ممکن ہے، دعوتی کام کے لئے ایک مسلمان کے اندر اس کی خواہش ہونی چاہیے، یہ ایک فطری بات ہے، آپ نے ایک قلم لیا اور وہ بہت اچھا نکلا، تب آپ اپنے دوست احباب کو بتلائیں گے: ''کہ دیکھو یہ بہت اچھا (pen) قلم ہے۔'' یہ ایک فطری امر ہے۔ اسی طرح ایک مسلمان جس کے اندر یہ احساس ہے کہ اسلام سب سے اچھا اور سب سے سچا مذہب ہے تو یہ فطری بات ہے کہ اس کے اندر یہ خواہش پیدا ہو کہ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

دوسروں کو اسلام کے بارے میں بتلائے۔ ایسے لوگوں کو جمع کرکے ہم لوگ دس دن کا کیمپ منعقد کرتے ہیں، اور آپ کی خواہش کو ایک صلاحیت میں بدلنے کی کوشش کرتے ہیں، اس سے آپ کو کام کرنا آسان ہو جائے گا۔ انشاء اللہ واللہ اعلم بالصواب

سوال: کیا صرف قرآن مجید کی آیت پڑھ دینے اور ترجمہ کر دینے سے اور یہ بات بتانے سے کہ خدا ایک ہے، محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اِتمام حجت ہوجاتی ہے؟

جواب: ایک مسلمان فرض کیجئے کہ اس کی جان پہچان ایک غیر مسلم سے ہے اس کو کم از کم ایک مرتبہ مذکورہ باتیں سنانے سے وہ مسلمان پکڑ سے بچ جائے گا، کیونکہ وہ غیر مسلم نہ بتائے جانے کی شکایت اللہ سے نہیں کر سکتا۔ واللہ اعلم بالصواب

سوال: آپ سے کئے گئے غیر مسلموں کے سوالات کے جوابات جو آپ دیتے ہیں وہ ہماری سمجھ میں کیوں نہیں آتے؟

جواب: دعوت کے میدان میں اگر کوئی مدعو سوال کرے گا تو اس کا جواب ایسا ہونا چاہیے جو اس کے لئے معقول ہو، آپ لوگ علماء کرام ہیں آپ کے لئے وہ سوال بھی نا معقول ہوگا اور جواب بھی غیر معقول ہوگا۔ آپ کو صرف یہ دیکھنا چاہیے کہ سائل مطمئن ہوتا ہے یا نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

سوال: ایک غیر مسلم کا سوال ہے کہ قرآن عربی زبان ہی میں کیوں نازل ہوا ہے اس کے علاوہ کسی اور زبان میں کیوں نازل نہیں ہوا؟

جواب: دنیا کی کسی بھی زبان میں اگر قرآن نازل ہوتا تو یہ سوال ہو سکتا تھا۔ مثلاً اگر انگریزی میں نازل ہوتا تو آپ سوال کر سکتے تھے کہ انگریزی ہی میں کیوں نازل ہوا؟

(۲) زمین کا نقشہ (Map) آپ دیکھیں گے تو اس میں مکہ سینٹر میں واقع ہے، اس میں پوری دنیا کے لئے ایک پیغمبر بھیجنا ہے تو ظاہر ہے کہ اسے دنیا کے سینٹر میں بھیجنا ہوگا اور دنیا کا سینٹر مکہ ہے اور وہاں کی زبان عربی تھی اس لئے قرآن عربی زبان میں نازل کیا گیا۔ واللہ اعلم بالصواب

سوال: ہم ہندو لوگ جیسا کرتے ہیں مسلمان اس کے الٹا کرتے ہیں، مثلاً ہم توے کی اندرونی حصہ میں روٹی پکاتے ہیں، تو مسلمان اس کے بیرونی حصے میں روٹی پکاتے ہیں۔ ایسا کیوں؟

جواب: توے کے اندرونی حصہ میں روٹی پکائیں گے تو اس چپاتی کا چورا توے ہی میں رہے گا دھیرے دھیرے وہ کالا ہو کر چپاتی میں چپکے گا۔ ایک آدمی اگر توے کے بیرونی حصہ پر چپاتی بنائے گا تو گرم ہوتے ہی وہ چورا باہر گر جائے گا اس طور پر چپاتی صاف رہے گی، اسی لئے یوپی بہار کے مسلمان توے کے بیرونی حصہ پر چپاتی پکاتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

سوال: گاندھی اور نہرو نے ملک کی آزادی کے لئے جدوجہد کی ہے، جیل کی سزا کاٹی یہاں تک کہ اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار تھے۔ نتیجہ میں کروڑوں انسانوں کو آزادی ملی ان ساری نیکیوں کے بدلے میں کیا اللہ ان لوگوں کو اجر نہیں دے گا؟

جواب: اللہ تعالیٰ ان کو بدلہ نہیں دے گا، کیونکہ اللہ کے نزدیک کسی بھی نیکی کی قبولیت کی شرط ایمان ہے اور یہ دونوں صاحب ایمان نہیں تھے اس لئے انہیں ان کی کسی نیکی کا اجر نہیں ملے گا، نیز عمل کی قبولیت کے لئے دوسری شرط اس عمل کا خالص

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اللہ کے لئے ہونا ضروری ہے۔ان کا یہ عمل یقیناً اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں تھا بلکہ وہ خود کہتے تھے: ہم یہ کام اپنے اور اپنے وطن کے باشندوں کے لئے کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں کی کیفیت کو دیکھتا ہے اور انسان ظاہری کیفیت پر نظر رکھتا ہے۔

آپ کیوں پریشان ہورہے ہیں؟ گاندھی اور نہرو اللہ سے ثواب کے خواہش مند بھی نہیں تھے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال:سارے ہی مذاہب سبزی ترکاری کھانے کو ترجیح دیتے ہیں، لیکن اسلام گوشت کو ترجیح دیتا ہے ، ایسا کیوں؟

جواب:.Veg,Non-veg سے اسلام کا کوئی تعلق نہیں ہے، البتہ اس کا تعلق فطرت (Nature) سے ہے یعنی حیوانات میں ترکاری اور گوشت کھانے والے جانوروں میں بنیادی فرق ہے، جیسے گائے، بھینس، بکری وبجیٹرین ہیں اور کتا، بلّی شیر وغیرہ نان وبجیٹرین ہیں، اوران کے اندر چلی ہوتی ہے، لہٰذا انسان بھی چلی رکھنے کی وجہ سے گوشت کھاتا ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال:اسلام قبول کرنے کے بعد اگر کسی نو مسلم کو اس کے گھر والوں نے گھر سے نکال دیا اور ہم نے اس کو پناہ دی، پھر اس کو اور ہمیں بھی سماج کی طرف سے دھمکی دی جائے ، تو اس حالت میں اس کی کفالت کیسے کریں؟

جواب:ایک مشرک اللہ پر ایمان لاکر مصیبت میں پھنس گیا تو ہم اسے دشمنوں کے حوالے کر دیں، کیا ہمارا ایمان اس کو برداشت کرے گا؟ ہر گز نہیں۔ضعیف سے ضعیف مسلمان بھی اپنی جان کی بازی لگا کر اس کی حفاظت کے لئے تیار ہوجائے گا، ایسی حالت میں پوری امت متحد ہوکر اس مسئلے کو حل کرے گی۔اگر ایسا مسئلہ درپیش ہوتو آپ دوسرے مسلمانوں کے سامنے اس بات کو رکھیں۔انسان کے اندر عام طور پر دو طرح کی فطرت نظر آتی ہے:

۱) ایک فطرت ایسی ہے کہ جلدی جھجھک اور خوف محسوس کرتی ہے۔

۲) دوسری فطرت ایسی ہوتی ہے کہ اس میں ہمت اور بہادری پائی جاتی ہے۔

پہلی فطرت والے چیونٹی سے بھی ڈر جائیں گے، بھارتی مسلمانوں کی قیادت کرنے والے اکثر لوگ چیونٹی سے بھی ڈرتے ہیں، لیکن عوام میں کچھ لوگ ہاتھی کی طرح ہمت والے بھی ہیں، تو اچھے اور بلند ہمت والے لوگوں کے سامنے ایسے مسائل رکھنا چاہیے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

سوال:بھارت میں اکثریت ہندوؤں کی ہے ، پھر یہ لوگ مذہبی تبدیلی کے خلاف قانون بنانے میں کیوں کامیاب نہیں ہوتے ؟

جواب:ہم انڈیا میں رہتے ہیں لیکن برادران وطن کے بارے میں غافل ہیں، احوال پر ہماری نظر نہیں ہے اس لئے ہزاروں سوالات ہمارے ذہنوں میں پائے جاتے ہیں، اس میں سے ایک سوال آپ کا بھی ہے، آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ بھارت کا سماجی نظام ذات پات کا ہے، یہ انسانی تاریخ کا سب سے خطرناک سماجی نظام ہے، اس نظام کی خطرناکی کی وجہ سے یہ لوگ کہیں نہ کہیں پھنس جاتے ہیں۔ایسی سنگین مصیبت سے بچنے کے لئے ان کے پاس دو ہی راستے ہیں۔یا تو وہ خودکشی کرلیں یا تو مذہبی تبدیلی اختیار کریں۔مثلاً: ٹرین کے ڈبہ میں 2 ہی دروازے ہیں، اگر کوئی ایک دروازہ میں تالا لگا کر بند کردے تو کیا سارے مسافر اس سے راضی ہوں گے؟ ہر گز نہیں، اسی طرح مصیبتوں

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

سے بچنے کے لئے دو ہی دروازے ہیں:

(۱) خودکشی۔ (۲) تبدیلی مذہب۔

مذہبی تبدیلی کا دروازہ اگر بند کر دیا جائے تو اپنے آپ کو مصیبتوں سے بچانے کے لئے صرف خودکشی کا ہی دروازہ باقی رہتا ہے۔ مذہبی تبدیلی بھارتی سماجی نظام کے خطرات سے بچنے کے لئے ضروری ہے، اسی لئے ہندو عوام الناس اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

سوال: **دعوت و تبلیغ کے لئے امارت کی ضرورت ہے کہ نہیں؟ اگر ہے تو اس کی کیا شکل ہو سکتی ہے؟ کیا دیگر مسلم جماعتوں کی طرح ایک نئی دعوتی جماعت بنانے سے اور زیادہ اختلاف و انتشار نہیں ہوگا؟**

جواب: ہمارے دعوتی کام کی شروعات سے لے کر آج تک کئی لوگ مجھ پر دباؤ ڈال چکے ہیں کہ میں ایک جماعت بناؤں لیکن میں اس کے لئے راضی نہیں ہوا، میرے خیال میں امت مسلمہ خود ایک جماعت ہے اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے اس کی بنیاد رکھی ہے وہی ہماری جماعت ہے، ہمارے اسلاف اور ائمہ کرام مجتہدین اور مجدّدین اور قابل قدر علمائے کرام کسی نے بھی کوئی جماعت قائم نہیں کی۔ ان لوگوں کا کارنامہ اس طرح تھا کہ ایک استاذ اور چند شاگرد مل کر امت کے درمیان کام کرتے تھے، ہمارے اس ملک میں بھی بیسویں صدی کے بعد سے ہی جماعتیں بنانے کی شروعات ہوئی۔

فی الحال میں اسلافِ کرام کے نقشِ قدم پر کام کر رہا ہوں اس کی وجہ سے اختلاف و انتشار کی گنجائش بھی بہت کم ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

ماہنامہ ارمغان کے 29 سال کے آغاز پر

اس کی دینی، دعوتی اور تعلیمی خدمات
کے لئے
دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہیں
دعا ہے کہ اس چراغ سے چراغ جلتے رہیں
اور اس کی روشنی سے ساری دنیا منور ہو جائے

حاجی محمد ارشاد انصاری
چیرمین نور پور ضلع بجنور

اے علی! اگر تمھارے ذریعہ
ایک آدمی کو ہدایت مل جائے
تو سرخ اونٹوں سے بہتر ہے
[حدیث نبوی]

Hind Diesel Service
Specialist:
Crdi-Injector Repairing
and Spair Parts
Propriter: Haji Mohd Anees
Kamra Nawaban SARDHANA

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

نسیم ہدایت کے جھونکے

جناب عبدالعلیم خاں سے ایک ملاقات

محمد حنیف شاہد کی مرتبہ کتاب سے ماخوذ

عبدالعلیم صاحب جیسے لوگ اسلام کیوں قبول کرتے ہیں؟ اس سوال کا واحد معقول جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ایک عظیم ترین سچائی کو قبول کرنے، اور دنیا کی سب سے بڑی حقیقت کو تسلیم کرنے کی توفیق عطا کی ہے، لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ انسانی فطرت اور مزاج، کچھ حقائق کو اطمینان بخش ثبوت اور ٹوس دلائل کے بغیر قبول کرنے سے انکار کر دیتے ہیں، اس لئے ان حقائق کے اظہار کی ضرورت ہوتی ہے، یہاں مختصر طور پر عبدالعلیم صاحب کے قبول اسلام کے اسباب اور اس سے پیدا ہونے والے حالات انہی کی زبانی پیش کئے جارہے ہیں۔

میں ایک ایسے راج پوت گھرانے میں پیدا ہوا، جو ہندو مت کے دیوی دیوتاؤں پر پختہ ایمان رکھتا تھا، بچپن ہی سے مجھے مجبوراً مندروں میں جاکر ان دیوی دیوتاؤں کی پرستش کرنا پڑی، تاہم میرے ضمیر نے مجھے یہ احساس شدت سے دلانا شروع کیا، کہ دیوی یا دیوتا وہ اصل خدا نہیں جو کچھ لے یا دے سکیں، مگر مجھ میں اپنے والدین کے خلاف بغاوت کی ہمت نہ تھی، جو کہ ان دیوی دیوتاؤں پر کامل ایمان رکھتے تھے۔

میری امی جو بعض دیویوں کے زیر اثر تھیں، اور اب بھی ہیں، اپنے گھر کے مندر کے سامنے دن رات بیٹھ کر عبادت کرتیں، کیونکہ دیویوں سے انھیں جنون کی حد تک عقیدت تھی، حالانکہ میں بچپن ہی میں مبینہ طور پر دیویوں کے زیر اثر عورتوں کا ناچنا پسند نہیں کرتا تھا۔

ایک مسلمان کنبہ ہمارا قریبی ہمسایہ تھا، ہمارے درمیان تعلق پیدا ہو گیا، اور میں ان کے گھر آنے جانے لگا اور کبھی کبھی نماز کے وقت ان کے یہاں جا پہنچتا، ان کی نماز کے طریقے اور انداز سے میں متاثر ہوا، یہ انداز میں نے کسی اور مذہب میں نہیں دیکھا تھا، آہستہ آہستہ میری مسلمانوں سے دوستی ہونے لگی، اور میں ان کے پاس رہنے لگا، مختصر یہ کہ گیارہویں کلاس میں پہنچا، تو میرے ارد گرد کے تمام دوست مسلمان تھے، مسلمان ہونے کا جذبہ میرے دل میں روز بروز پروان چڑھتا گیا۔

کالج سے چھٹی کے بعد میں نے کوئی جز وقتی ملازمت تلاش کرنے کا فیصلہ کیا، اور مجھے اسٹینوگرافر (مختصر نویسی) کی ملازمت مل گئی، رفتہ رفتہ میں نے اپنے افسر سے اپنے خیالات کا اظہار کرنا شروع کیا، تو انھوں نے مجھے یہ یقین دلایا کہ ہندو مت ہی دنیا کا سب سے قدیم اور سچا مذہب ہے اور کوئی دوسرا مذہب اس سے بہتر نہیں، اس طرح وہ تین سال تک (یعنی مارچ 1984ء تک) مجھے قائل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ میرے والدین نے ایک حسین راجپوت لڑکی سے میری منگنی بھی طے کر دی تھی، ادھر کالج میں ہر طرح کی برائیوں نے مجھے اپنی گرفت میں لے لیا۔

مشکلات:

سینٹ ونسنٹ کالج میں میری شہرت دن بدن خراب ہونے لگی، مجھے یقین ہو گیا کہ تیسرے اور آخری سال میں مجھے داخلہ نہیں دیا جائے گا، اور بالآخر ایسا ہی ہوا، سال دوم کے بعد پرنسپل نے مجھے داخلہ دینے سے انکار کر دیا اور مجھ سے کہا کسی اور کالج میں چلے جاؤ، جو کہ میرے لئے ناممکن تھا، کیونکہ کوئی بھی کالج آخری برسوں میں کسی طالب علم کو داخلہ نہیں دیتا تھا، میں نے ہندو دیوی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

دیوتاؤں سے دعائیں کرنا شروع کیں، مگر وقت گذرتا گیا اور میرا کام نہیں ہوا۔دن ماہ اسی طرح گذر گئے اور پرنسپل مجھے داخلہ دینے سے برابر انکار کرتے رہے۔میری تمام امیدیں ختم ہوگئیں تو امید کی ایک نئی کرن نمودار ہوئی، یہ امید تھی اللہ سے، جسے میں پہلے پہچانتا نہ تھا اور جو مجسم یا پیکر محسوس ہونے سے ماوراہے۔میں نے اللہ سے دعا کی کہ اگر مجھے اس کالج میں داخلہ مل جائے تو میں شادی کے بعد مسلمان ہوجاؤں گا۔حیرت انگیز بات تو یہ تھی کہ جو کام تین ماہ میں نہ ہوسکا تھا وہ دو دن میں ہوگیا، اور میرا اللہ پر ایمان اور پختہ ہوگیا، پھر مجھے اسلام لانے کے لئے شادی تک انتظار نہ کرنا پڑا۔میں نے اپنی ہندو منگیتر سے کہا کہ کیا وہ قبول اسلام کے بعد بھی مجھ سے شادی کرنے کو تیار ہوگی؟ اس نے طرح طرح سے جذباتی الفاظ میں مجھے یقین دلایا کہ شادی کے بعد وہ بھی اسلام قبول کرلے گی۔ یہاں یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ میں نے قبول اسلام کے لئے اپنے والدین سے مشورہ نہیں کیا تھا۔

بالآخر ۲رنومبر 1985ءکو میں کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا، اور مہاراشٹر ہیرالڈ (Maharashtra Herald) نامی جریدہ میں اپنے قبول اسلام کا اعلان شائع کرادیا، پھر تو میرے لئے مصائب شروع ہوگئے، پہلے میرے والدین نے گھر میں میری زندگی عذاب بنادی، اور میری منگنی ٹوٹ گئی، میری منگیتر کے کہے گئے الفاظ نقش برآب ثابت ہوئے، اور اس کی مجھ سے دل چسپی ختم ہوگئی۔

اس دوران میں، میرے والدین نے فاطمہ نگر میں ایک فلیٹ بک کرالیا تھا، اور یکم جنوری 1985ء سے میرا خاندان وہاں منتقل ہوگیا، اور مجھے اس نازک عمر میں دنیا کے حوادث وآلام کا سامنا کرنے کے لئے تنہا چھوڑ دیا، میرے معاشرہ اور غیر مسلموں نے میری بہت مخالفت کی، مگر جب کسی آدمی کے دل میں ایمان جگہ پالے تو وہ اس دنیاوی مکر وفریب کے بجائے صرف اللہ ہی سے ڈرتا ہے۔

اسلام کا مطالعہ :

میں نے اسلام کا مطالعہ شروع کیا۔اور پہلی ہی نظر میں اس کے دل کش حسن اور قرآن کے علمی خزانہ نے مجھے مسحور کردیا، میں محسوس کرنے لگا کہ مجھے بہترین علم حاصل ہورہا ہے، اور وہ قرآن کا علم ہے۔

اس دوران صورت حال بدل گئی تھی، اب میں ہر طرح کی برائیوں سے پاک ہوچکا تھا۔کلیۃً حدیث پاک کو مدنظر رکھ کر میں نے صاف ستھری اور پاکیزہ زندگی بسر کرنا سیکھ لیا۔

ختنہ کی ضرورت ہی نہیں پڑی، کیونکہ وہ قدرتی طور پر بچپن سے موجود تھا، شاید قدرت نے پہلے ہی میرے اسلام کا فیصلہ کردیا تھا، اسلام کی دولت کو حاصل کرنے کے لئے والدین، بہن بھائیوں اور اپنے معاشرہ کو چھوڑنا پڑتا ہے، لیکن پیدائشی مسلمانوں کو اسلام کی دولت کسی محنت، مشقت یا تکلیف کے بغیر ہی مل جاتی ہے۔اسلام وہ واحد مذہب ہے جو نہایت دل کش طریقہ سے زندگی میں انقلاب لاتا ہے، میں نسلی مسلمانوں سے کہتا ہوں کہ آپ لوگوں کو اسلام پیدائشی طور نصیب ہوا ہے، مگر میں نے اپنی پسند سے اسے اختیار کیا ہے، میرے اور آپ کے درمیان یہی ایک فرق ہے، جو بہت بڑا امتیاز ہے۔

اب میرا نام عبدالعلیم خان ہے۔اور میں اپنی ضعیف العمر دادی اماں کے ساتھ اولڈ پول گیٹ پونا میں رہتا ہوں۔اور حق کو پاکر بہت اطمینان کی زندگی بسر کررہا ہوں۔میرا سابقہ نام منوج چندر پال پردیشی تھا۔

میری اللہ تعالی سے دعا ہے کہ تمام دنیا کے مسلمانوں کے ایمان کو توانا کردے اور انھیں پاکیزہ اور نیک زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

’’دنیا بھر میں قبول اسلام کے سچے واقعات‘‘ مصنف: محمد حنیف شاہد، 73 تا 76 شائع کردہ: مکتبۃ التفہیم، مئو

بحوالہ (یقین انٹرنیشنل، ۷رمئی 1986)

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

میں کون ہوں؟

کلیدی خصوصیات

1 اعلیٰ تعلیم یافتہ اور تجربہ کار اساتذہ
2 اکابر ماہرین تعلیم، آئی آئی ٹی کے ماہرین، آئی اے ایس آفیسرز کے ذریعہ رہنمائی
3 طلباء اساتذہ تناسب 15:1
4 لیب، لائبریری، آڈیو-وڈیو تعلیم
5 ٹنکرنگ سٹیم لیب
6 کھیل، میڈیٹیشن، مارشل آرٹس اور یوگا

- مستقبل سے بے خبری بمقابلہ کل کے لیے تیاری
- پاس ہونے کے لیے شارٹ کٹ اختیار کرنا بمقابلہ مہارت حاصل کرنے کی کوشش کرنا
- اچھا دکھنے کا جنون بمقابلہ صحت مند ہونے کا جذبہ
- مطلبی اور خود مرکوز ہونا بمقابلہ ہم درد اور با اخلاق ہونا
- نماز اور دین سے بے پرواہ ہونا بمقابلہ ان کا حمایتی اور پاس دار ہونا

انتخاب آپ کا ھے!

ہم معیاری تعلیم اور تربیت کے ذریعہ اپنے طلباء کو ان کی دل چسپی اور لیاقت کے مطابق اعلیٰ تعلیم دینے اور رول ماڈل بنانے کی کوشش کر رہے ہیں

Folio Designs # 7838071707

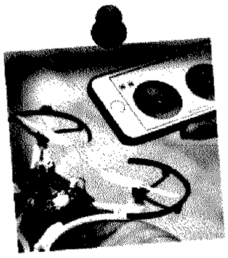

داخلے جاری ھیں
آٹھویں، نویں اور گیارہویں کلاس میں

سیٹیں محدود ہیں، جلدی کیجیے!!

Technical Partner
TARRAQI FOUNDATION

VISION INTERNATIONAL ACADEMY (VIA)
Village Phulat, Post Khatauli, Distt. Muzaffarnagar, UP, Pin Code: 251201
+91-9557570494 | +91-9009632103 | +91-8860527961
via2040.info@gmail.com, www.visioninternationalacademy.org

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کتابیں اپنے آباء کی

قسط (23)

الوفاء باسماء النساء

کے مصنف ڈاکٹر محمد اکرم ندوی

مطیع الرحمن عوف ندوی 9794714117

مولانا محمد اکرم ندوی علم وفن، تحقیق وتصنیف، درس ومحاضرہ کی دنیا میں کوئی اجنبی نام نہیں ہے، اس گلوبل ویلیج میں کون ہوگا جو ان سے استفادہ نہ کرتا ہو، یوٹیوب، زوم، میٹ اور واٹس ایپ، فیس بک اور انسٹاگرام کے ذریعہ ان کے محاضرے اور لکچرس پوری دنیا میں سنے اور پسند کئے جاتے ہیں، وہ علم وفن کی باریکیاں اپنے سادہ اور اچھوتے انداز میں تو بکھیرتے ہی ہیں، اسلام کے خلاف شکوک وشبہات کا بہت ہی مدلل اور مسکت ازالہ بھی کرتے ہیں، وہ محض ایک اسکالر ہی نہیں ایک داعی ہیں جن سے عالم عجم میں اسلام فہمی کے راستے وا ہوتے ہیں، اور انٹلکچول طبقہ میں اسلام کے سلسلہ میں شکوک وشبہات کا خاتمہ ہوتا ہے۔

مولانا محمد اکرم ندوی شیراز ہند جون پور کے قصبہ جمدھا میں پیدا ہوئے، ان کی ولادت ماہ ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۹۶۳ء ہے، مولانا کے والد حاجی حافظ تجمل حسین صاحب کا اپنے علاقہ کے معززافراد میں شمار ہوتا تھا، مولانا نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے مکتب میں حاصل کی پھر ان کا داخلہ مانی کلاں کے مدرسہ ضیاء العلوم میں ہوا، جہاں انہوں نے دو سال رہ کر عربی و فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں، اس کے بعد اسرہٹہ کے مولانا آزاد تعلیمی مرکز میں داخلہ ہوا، اور وہاں چار سال تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۹۷۸ء میں عالم اسلام کی مشہور درس گاہ دارالعلوم ندوۃ العلماء میں داخل ہوئے، یہاں سے عالمیت کے بعد اختصاص فی الحدیث کیا اور فضیلت کی سند حاصل کی، فضیلت کی تکمیل کے بعد المعہد العالی للدعوۃ والفکر الاسلامی میں ایک سال تعلیم حاصل کی اس کے بعد دارالعلوم میں تدریسی امور کے لئے انتخاب ہوا، اور عالیہ درجات تک تعلیم دی اور تفسیر وحدیث اور فقہ کی فنی کتابیں زیر تدریس رہیں، ساتھ ہی مولانا نے لکھنؤ یونیورسٹی سے گریجویشن اور عربی ادب میں پوسٹ گریجویشن کی ڈگری حاصل کی، اس کے بعد ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۰۰۲ء میں عربی زبان وادب میں پی ایچ ڈی کی، اس دوران ایک سال تدریب المعلمین کے لئے ریاض سعودی عرب میں بھی گذارا، دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۹۹۱ء تک تدریسی فرائض انجام دیتے رہے، راقم سطور کو بھی مولانا سے اصول الشاشی پڑھنے کی سعادت ملی، اسی دوران آکسفورڈ یونیورسٹی میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی سرپرستی اور پروفیسر خلیق احمد نظامی کی دلچسپی سے اسلامک سنٹر کا قیام عمل میں آیا، چنانچہ حضرت مولانا کی نظر انتخاب اس جوہر پر پڑی اور مولانا آکسفورڈ یونیورسٹی کے اسلامک اسٹیڈیز کے شعبہ سے منسلک ہوگئے، ۲۰۱۳ء تک انھوں نے یہاں اپنی خدمات انجام دیں، اس کے بعد کیمبرج اسلامک اسکول سے وابستہ ہوئے، اور تا حال اسی سے منسلک ہیں۔

مولانا نے ندوۃ العلماء میں مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی سے خصوصی استفادہ کے ساتھ ساتھ مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی، مولانا سید محمد واضح رشید ندوی، مولانا عبدالستار صاحب اعظمی سابق شیخ الحدیث ندوۃ العلماء، مولانا ضیاء الحسن

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

سابق شیخ الحدیث ندوۃ العلماء، مولانا شہباز احمد اصلاحی اور دیگر علماء سے استفادہ کیا، اس کے علاوہ عالم اسلام کے ممتاز علماء اور دعاۃ بالخصوص شیخ عبدالفتاح ابوغدۃ، مولانا عبدالرشید نعمانی محدث محمد المنتصر الکتانی، شیخ محمد عمر خطیب اور بے شمار علماء سے استفادہ کیا۔

مولانا نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ درس وتدریس میں گذارا، انھوں نے ندوۃ العلماء سے تدریسی زندگی کا آغاز کیا، اورتا حال وہ اس فریضہ سے منسلک ہیں، مولانا کی تدریس کا کمال یہ ہے کہ وہ مثالوں کے ذریعہ متن کو اتنا آسان کر دیتے ہیں کہ ایک غبی طالب علم بھی بخوبی درس کو سمجھنے پر قادر ہو جاتا ہے، اسی کے ساتھ وہ ایک کامیاب محاضر اور لکچرر بھی ہیں، اور مختلف عالمی وعلمی موضوعات پر دنیا کے مختلف مراکز علم اور یونیورسٹیز میں مدعو کئے جاتے ہیں اور محاضرہ دیتے ہیں، اور اہل علم وفن میں ان کے محاضرے بڑی قدر ومنزلت کا مقام رکھتے ہیں، آج مولانا کے فیض یافتہ طلبہ مختلف مدارس وجامعات میں مسند درس پر فائز ہیں، اور مولانا کے طریقہ تدریس کو اپنا کر وہ طلبہ کو مستفید کرنے کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

مولانا کی زندگی جہد مسلسل کا طلائی عنوان ہے، وہ اپنا وقت مرتب مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں، اور ہر طبقہ کے لئے رہ نمائی کا سامان فراہم کرتے ہیں، وہ طلبہ کے لئے زندگی کے مختلف شعبوں میں درپیش مسائل کے سلسلہ میں اپنے مضامین اپنے البیلے سادہ اور دل پذیر انداز کے ذریعہ رہ نمائی کرتے ہیں، اس کے علاوہ یورپ وامریکہ کے نوجوان ان کے لکچرز کو کان لگا کر سنتے ہیں جن سے اسلام کے سلسلہ میں ان کی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے، مولانا کا ایک لکچر کئی کئی کتابوں کا خلاصہ اور نچوڑ ہوتا ہے اور اس سے تشنگان علم کو لامحدود علمی وفکری استفادہ کا موقع ملتا ہے۔

مولانا نے تصنیف وتالیف کو ہمیشہ اپنی زندگی کا قیمتی اثاثہ اور سرمایہ شمار کیا اور وہ مختلف موضوعات کو اپنا کر تحقیق وریسرچ کو پیش کرتے رہے ہیں، مولانا نے مختلف موضوعات پر بے شمار کتابیں تصنیف کیں، جن میں زیر تعارف کتاب الوفا باسماء النساء ایک عالمی شہرت یافتہ کتاب بن گئی ہے، اس کی تصنیف کا محرک ۱۹۹۴ء کا ٹائم میگزین کا ایک انٹرویو بنا، مولانا نے جو دیگر کتابیں تصنیف کیں ان کا ایک مختصر تعارف دیا جارہا ہے:

۱۔ اصول الشاشی (تحقیق وتعلیق)، عالم اسلامی کے مشہور محقق ومصنف ڈاکٹر یوسف القرضاوی کے گراں قدر مقدمہ کے ساتھ دارالغرب الاسلامی سے شائع ہوچکی ہے۔

۲۔ بستان المحدثین (فارسی سے عربی زبان میں ترجمہ ہے) مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وقیع مقدمہ کے ساتھ دارالغرب الاسلامی نے شائع کیا ہے۔

۳۔ نفحات الھند والیمن باسانید الشیخ ابی الحسن۔ یہ کتاب حضرت مفکر اسلام علیہ الرحمہ کے مقدمہ کے ساتھ مکتب الامام الشافعی ریاض سے شائع ہوئی ہے۔

۴۔ بغیۃ المتابع لاسانید العلامۃ محمد الرابع۔ دارالقلم سے شائع ہوئی ہے۔

۵۔ ارمغان فرنگ۔ یہ کتاب حضرت مولانا علی میاں صاحب ندوی رحمہ اللہ کے حالات زندگی، برطانیہ کے ان کے سفر کے دوران ان کی علمی وادبی مجالس کی سرگرمیوں پر مشتمل ہے۔

۶۔ امام ابوحنیفہؒ۔ فاضل مصنف نے آکسفورڈ میں تدریس کے وقت یہ کتاب انگلش میں تحریر کی ہے، جس میں انھوں نے امام اعظم ابوحنیفہؒ کی سوانح کے ساتھ ساتھ فقہ میں ان کے مقام کی بلندی کا بھی ذکر کیا ہے۔

۷۔ الفقہ الاسلامی۔ فقہ حنفی کی روشنی میں عصر حاضر کے مسائل پر بحث کی گئی ہے، اس کی دو جلدیں زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آچکی ہیں۔

۸۔ رحلۃ طالب حدیث للحجاز۔ یہ کتاب مصنف کے اس سفر حجاز کی داستان ہے، جو انھوں نے ۲۰۰۳ء میں علم حدیث کے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

حصول کے لئے کیا تھا، اس میں ان شیوخ کا بھی تذکرہ ہے جن سے فاضل مصنف نے استفادہ کیا تھا، یہ کتاب گوجرانوالہ پاکستان اور لکھنؤ سے شائع ہوچکی ہے۔

۹۔ ایام بلاد الشام۔ سرزمین شام کے سفرنامہ کی روداد ہے جو دمشق سے شائع ہوئی ہے۔

۱۰۔ ایام زاھرۃ فی مصر والقاھرۃ۔ یہ قاہرہ، مصر کا سفرنامہ ہے جس میں مصنف نے قاہرہ کے سفر کی روداد قلم بند کی ہے، اس سفرنامہ کی طباعت کی سعادت دارالقلم کے حصہ میں آئی ہے۔

۱۱۔ رحلۃ الاندلس۔ فردوس مفقود اسپین کا سفرنامہ ہے، اس میں مصنف نے اندلس میں واقع ان تاریخی مقامات کا تذکرہ کیا ہے، جو عرب مسلمانوں کی سطوت وغلبہ کی داستان بیان کرتے ہیں، یہ بیروت سے شائع ہوا ہے۔

۱۲۔ الذکر الجمیل فی القدس والخلیل۔ یہ مصنف کے سرزمین فلسطین کے سفر کی سرگذشت ہے، جس کو دارالبشائر الاسلامیہ نے شائع کیا ہے۔

۱۳۔ قرۃ العین برحلۃ الحج والحرمین الشریفین۔ ۲۰۱۸ء میں فاضل مصنف حج کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے تھے، اس سفرنامہ میں سفر حج اور زیارت شہر نبوی علیہ السلام کے واقعات نہایت دلچسپ انداز میں بیان کئے گئے ہیں، یہ سفرنامہ طباعت کے مرحلہ میں ہے۔

۱۴۔ سفرنامہ ہند۔ ۲۰۱۷ء کے سفر ہند کی داستان ہے، یہ سفرنامہ دارالرشید لکھنؤ سے شائع ہوچکا ہے۔

۱۵۔ ندوہ کا ایک دن۔ یہ محترم مصنف کی سب سے مقبول کتاب ہے، اس کتاب کے متعدد ایڈیشن لکھنؤ اور کراچی سے شائع ہوچکے ہیں، مصنف نے اس کتاب میں مادر علمی دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں طالب علمی کے ایک دن کی تصویر کشی کی ہے اور مادر علمی میں طلبہ کی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی ہے۔

ارمغان کی 28 سالہ
دینی دعوتی خدمات کے لئے
مبارک باد
Mohd Saim Raja
KIRATPUR, Bijnor

تم اگر داعی نہیں بنوگے
تو ایک دن مدعو بن جاؤ گے

لالچ سے روزی تو نہیں بڑھتی
البتہ قدر کم ضرور ہو جاتی ہے
(حضرت علی کرم اللہ وجہہ)
ISLAMI FUND
Ajmal Khan Road, NAJIBABAD
Distt. Bijnor
Mob. 9837222228

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

چشم کشا سچی باتیں

جواب ڈھونڈتا ہوں میں!

از: مولانا عبدالماجد دریابادیؒ

ترتیب و تجزیہ: مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی

ماضی قریب کے صاحب طرز ادیب، جرأت مند صحافی، بہترین نثر نگار، معتبر نقاد، آفاق بیں عالم اور مایہ ناز مفسر مولانا عبدالماجد دریابادیؒ (المتوفی: 1977ء) کا شماران قدآور ادیبوں میں ہوتا ہے جنھوں نے اپنے علم و ادب سے گیسوئے اردو کو سنوارنے اور اسے تابہ کمر لانے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ آپ ہندوستانی ادب کے معمار، قافلۂ ادباء کے سالار اور بزم انشا و صحافت کے تاج دار تھے۔ آپ کی صحافتی خدمات کا روشن پہلو مختلف اخبارات وجرائد کا اجرا اور ان میں بہ پابندی مختلف ومتنوع علمی، ادبی، تحقیقی اور تنقیدی پہلوؤں پر مضامین وکالم کی اشاعت ہے، چوں کہ آپ کی زندگی مختلف آزمائشوں اور صبر آزما مرحلوں سے گزر کر پختہ ہوچکی تھی، اس لیے آپ نے ملک وملت اور دین و سیاست کے حوالے سے ہر موضوع پر اپنے تجربات کی تلخی وشیرینی کو پوری دیانت داری کے ساتھ صفحۂ قرطاس پر رقم کیا۔ آپ نے اپنی دینی وملی ترجیحات سے قومی زندگی کے مختلف گوشوں کو آراستہ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے علمی و ادبی فتوحات کے ذریعے بھی ایسے نقوش چھوڑے جو قابل دید ولائق تقلید ہیں۔

2/جنوری 1925ء وہ تاریخ ہے جب لکھنؤ سے ہفتہ وار "سچ" کا آغاز ہوا، اسی سال اگست میں مولانا دریابادی اس کے مستقل ایڈیٹر ہوگئے۔ اخبار کا مقصد: صحیح عقائد کی ترویج، اسلامی تعلیمات کی تبلیغ، بدعات ورسوم کا خاتمہ، معاشرے کی اصلاح اور باطل نظریات کی بیخ کنی تھا۔ مختصر یہ کہ سچ ایک ہفتہ وار اخبار ہی نہیں؛ بلکہ ایک اصلاحی صحیفے کی حیثیت رکھتا تھا؛ جس کی بے بہا خدمات کا اعتراف تمام ہی اہل قلم نے دل کھول کر کیا ہے۔

سچ کے دوسرے شمارے (9/جنوری 1925ء) ہی سے مولانا عبدالماجد دریابادی نے اپنے شہرۂ آفاق کالم "سچی باتیں" کا آغاز کیا، مولانا کا یہ افتتاحی کالم اتنا مقبول اور مشہور ہوا کہ بلا شائبہ تردید یہ کہا جا سکتا ہے کہ بیسویں صدی کی اردو صحافت میں اس کی مثال نایاب نہ سہی کم یاب ضرور ہے، مولانا کی یہ سچی باتیں دینی، اخلاقی، علمی، ادبی، فکری، تہذیبی، تاریخی، سیاسی، معاشرتی موضوعات کی جامع ہوتی تھیں، ان میں فکر و تدبر اور تذکیر و موعظت کے ایسے بیش قیمت عناصر شامل ہوتے تھے کہ اس زمانہ کے مؤقر اخبارات وجرائد، بڑی اہمیت کے ساتھ انہیں نقل کرتے تھے۔ (ملخص از مقدمہ "سچی باتیں" جلد اول، ص6)

مولانا دریابادیؒ نے اپنے عہد کے مسلمانوں سے اس وقت کے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے فکر وعمل کو دعوت دینے والے اور قلب و ضمیر کو جھنجھوڑ دینے والے چند سوالات کیے تھے، جو درحقیقت ان کے دردمند دل کی آواز اور معاشرے کی اصلاح کے تئیں ان کے سوز وگداز کا نتیجہ تھے۔ وہ سوالات ذیل میں من وعن ہدیۂ قارئین ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

آپ کو علم ہے کہ آپ کی بستی میں مسلمانوں کی آبادی کس قدر ہے؟

اس علم کے حاصل کرنے کے بعد اب ذرا دیکھئے کہ ان میں سے کتنی تعداد ایسی ہے، جو روزانہ پانچ وقت پابندی کے ساتھ، اکٹھا ہو کر اپنے ایک قبلے کی طرف رخ کر کے اپنی ایک کتاب آسمانی کی ہدایت کے موافق اپنے ایک رسول کی پیروی میں، اپنے ایک خدا کو یاد کرتی ہے؟

کتنی تعداد ایسی ہے، جو پابندی کے ساتھ ماہ رمضان میں روزے رکھتی اور اپنے امکان بھر روزہ کی شرائط کا لحاظ رکھتی ہے؟

کتنے ایسے ہیں جن پر زکوۃ واجب ہے، اور وہ اپنے مال سے پابندی کے ساتھ، یہ رقم نکالتے رہتے ہیں؟

کتنے ایسے ہیں، جو حج بیت اللہ کی قدرت رکھتے ہیں، اور اپنے اس فرض کو ادا کر چکے ہیں؟

آج ان سوالات کا جواب دینا شاید آپ ضروری نہ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

سمجھیں؛ لیکن کل یقیناً اس ضرورت کا احساس، حسرت، تأسف و ندامت کے ساتھ ہوگا۔

آپ اگر جاگ چکے ہیں تو سوتے ہوؤں کو جگانا آپ کا فرض ہے، اگر آسانی سے وہ نہیں جاگتے، اور خطرہ قریب پہنچ چکا ہے، تو انہیں جھنجھوڑیئے، اور خوب زور سے جھنجھوڑیئے! ممکن ہے نیند کی غفلت میں وہ آپ کو سخت سست بھی کہہ بیٹھیں، ممکن ہے اس کشمکش میں خود آپ کے جسم کو صدمہ پہنچ جائے؛ لیکن کیا ان اندیشوں سے آپ اپنے فرض کو بھلا بیٹھیں گے؟

آپ کی بستی میں کتنی مسجدیں ہیں؟ اور کس حال میں ہیں، آیا آباد و پر رونق اور صحیح و سالم ہیں، یا ویران، سنسان اور شکستہ و مرمت طلب، کوئی مدرسہ اسلامیہ ہے؟ کس حال میں چل رہا ہے؟ بستی کے یتیم و لاوارث بچوں کی تعلیم کا کوئی انتظام ہے؟ نادار و بے کس، بیوہ عورتوں کے گزر کی کوئی صورت ہے؟ محتاج و فاقہ کش بوڑھوں اور اپاہجوں کی زندگی کٹنے کا کوئی سامان ہے؟

اسلام کی تعلیم کے اہم اور موٹے اصول سے آپ کی بستی یا گلی کے تمام مسلمان، آپ کی رعیت، آپ کے نوکر چاکر، آپ کی اولاد، آپ کے خدمت پیشہ اشخاص سب واقف ہو چکے ہیں؟ کلام مجید کی تعلیم کا چرچا آپ کے ہاں ہے؟ ضروری مسائلِ دین اور ضروری معلوماتِ دنیا سے آپ کے سب لوگ واقفیت رکھتے ہیں؟

آپ کے مسلمان ہمسائے اپنے فرائض کو پہچانتے اور مسلمان ہونے کے معنی جانتے ہیں؟

آپ کی آنکھوں میں اگر وہ روشنی آ چکی ہے، جس سے دوسرے ابھی محروم ہیں تو کیا ان کو آنے والے خطروں سے ہوشیار اور آگاہ کرتے رہنا، آپ پر واجب نہیں، خواہ اس کوشش کا انعام آپ کو اپنی بدنامی و فضیحت ہی کی صورت میں کیوں نہ ملے؟

آپ کی بستی کے لوگ عام مسلمانوں کے فائدہ کے کاموں میں اپنی شرکت کو ضروری سمجھتے ہیں؟

ملک میں جو مختلف مذہبی، قومی و تعلیمی تحریکیں جاری ہیں، ان میں عملاً اب تک انہوں نے کتنا حصہ لیا ہے؟

اسلامی اخبارات و رسائل کی قدرشناسی اب تک آپ لوگوں نے اپنا فرض خیال کیا ہے؟

اسلامی تصانیف کی خریداری اور اشاعت میں شریک ہونا آپ کی آبادی نے اپنے لیے ضروری سمجھا ہے؟

باہر کے مسلمانوں کے ساتھ رشتہ برادری جوڑے رہنے، ان کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے، ان کے زخم سے خود تڑپ جانے کا سبق آپ کے ہم وطنوں نے پڑھا ہے؟

اگر ان کے احساسات مردہ ہیں، اگر وہ اپنی وسیع تر زندگی کی قدر و قیمت سے ناواقف ہیں، تو کیا خود آپ پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی؟ کیا آپ کو اپنی ذمہ داری کی بابت کوئی جواب دہی نہ کرنی ہوگی؟ (سچی باتیں، حصۂ اول)

مولانا دریابادیؒ نے جس ماحول اور جس پس منظر میں یہ سوالات اٹھائے ہیں اور قوم و ملت کو ان پر غور و فکر کی دعوت دی ہے، ان کے جواب تلاش کرنا ہماری نظر میں موجودہ حالات میں بھی نہ صرف اُتنا ہی؛ بلکہ اُس سے کئی گنا زیادہ ضروری ہے جتنا کہ اُس وقت تھا۔

آج ہم سنجیدگی کے ساتھ ان سوالات پر غور کریں! اجتماعی و انفرادی طور پر اپنی زندگیوں کا جائزہ لیں اور دیکھیں! کیا ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضے کو کما حقہ انجام دے رہے ہیں؟ کیا خدمت خلق اور رفاہ عام کے لیے ہمارے مصروف ترین اوقات میں سے کوئی وقت فارغ ہے؟ کیا مستقبل کے لیے لائحۂ عمل اور تحفظِ قوم و ملت کے تئیں ہم نے کوئی کمیٹی قائم کی ہے؟ کیا نئی نسل کی بڑھتی بے راہ روی اور نوجوانوں کی مسلسل آوارہ گردی پر قدغن لگانے کے لیے ہم نے فکرمندی کے ساتھ عملی کوشش و تدبیر کا آغاز کیا ہے؟ دینی و دنیوی تعلیم کے حوالے سے ہماری پیش رفت کا گراف کتنا ہے؟ اور ہم دیگر قوموں سے کس درجہ پیچھے چل رہے ہیں؟ اردو کی حفاظت اور نئی نسل میں اس کی بقا کے لیے ہم نے کیا کارنامہ انجام دیا ہے؟

اگر ان سوالات کے جوابات نفی میں ہیں اور یقیناً نفی میں ہوں گے تو پھر ہمیں ہوش کے ناخن لینے اور مضبوط نظام العمل بنا کر میدان کار میں اترنے کی ضرورت ہے۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اسلام میں شوہر اور بیوی کے حقوق

مولانا آفتاب اظہر صدیقی

آج ہمارا معاشرہ جہاں دیگر فسادساز برائیوں میں مبتلا ہے وہیں ایک بڑی برائی شوہر اور بیوی کے حقوق کی ادائیگی میں کمی ہے، یہ ایسا معاملہ ہے جس میں کمی کی وجہ سے گھر کا ماحول دردسر بن کر رہ جاتا ہے، بیوی شوہر کے حقوق میں کمی کرے یا شوہر بیوی کے حقوق ادا نہ کرے تو گھر کا سکون غارت ہوجاتا ہے، پہلے ایک دوسرے کی محبت میں کمی پیدا ہوتی ہے اور پھر بات بڑھتے بڑھتے خلع یا طلاق تک معاملہ پہنچ جاتا ہے۔ اس لیے اسلام نے سب کے حقوق مقرر کردیئے ہیں کہ ہرکوئی اگر ایک دوسرے کا حق برابر ادا کرتا رہے تو زندگی سکون سے گزرتی ہے، اسلام نے جہاں شوہر پر بیوی کے حقوق واجب کئے ہیں، وہیں بیوی پر بھی شوہر کے حقوق کی ادائیگی کو لازم قرار دیا ہے۔ آیئے جانتے ہیں کہ شوہر کے بیوی پر اور بیوی کے شوہر پر کیا حقوق ہیں۔

شوہر پر بیوی کے حقوق

(۱) مہر کی ادائیگی۔ نکاح کے وقت جو مہر طے کیا جاتا ہے شوہر کے ذمہ ضروری ہے کہ اس کو پورا پورا ادا کرے، بیویاں شرم و لحاظ میں یا خوف کی وجہ سے اگر مطالبہ نہیں کرتیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ شوہر مہر کو بھول جائے؛ بلکہ مکمل مہر بیوی کے حوالے کرنا ضروری ہے، حتی کہ اس میں سے بیوی کی رضامندی کے بغیر گھر کی ضروریات میں خرچ کرنا بھی جائز نہیں، آدمی کو چاہیے کہ نکاح کے وقت اپنی حیثیت سے زیادہ مہر طے نہ کرے تاکہ اسے دینے میں مشکل پیش نہ آئے؛ تاہم اگر زیادہ مہر طے ہوگیا ہے تو آہستہ آہستہ کرکے اسے ادا کرے، ہاں اگر سال دوسال بعد بیوی خود اپنی مرضی سے مہر میں سے کچھ معاف کردے تو کوئی مضائقہ نہیں، سورۂ نساء آیت نمبر ۴ میں اللہ پاک کا فرمان ہے ”عورتوں کو ان کا مہر راضی وخوشی سے ادا کردو“۔

(۲) دوسرا حق ہے بیوی کی ضروریات کی تکمیل: یعنی بیوی کا کھانا، کپڑا اور رہنے کے لیے مکان: سورۂ بقرہ میں اللہ پاک کا ارشاد ہے ”بچوں کے باپ (یعنی شوہر) پر عورتوں (یعنی بیوی) کا کھانا اور کپڑا لازم ہے دستور کے مطابق۔ (سورۂ البقرہ ۲۳۳)

آج کل شوہر کی طرف سے بیوی کی کفالت میں دوطرح کی باتیں دیکھنے کو ملتی ہیں، بعض شوہر جنہیں اللہ پاک نے خوب عطا کررکھا ہے وہ اپنی بیوی پر فضول خرچ کرتے ہیں اور اسراف میں حد سے گزر جاتے ہیں، حالانکہ خود قرآن میں اسراف اور فضول خرچی سے منع کیا گیا ہے، اس کا دنیوی نقصان یہ دیکھنے کو ملتا ہے کہ جب شوہر پر حالات آتے ہیں اور اس کے کاروبار کو زنگ لگ جاتا ہے تو وہی بیوی جس کی ہر فرمائش کل تک پوری کی جارہی تھی آج شوہر کا ساتھ چھوڑ دیتی ہے اور فرمائشوں کے پورا نہ ہونے پر جھگڑنے لگتی ہے اور پھر نتیجہ کہیں سے کہیں پہنچ جاتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ بہت سے شوہر بہت کچھ پاس ہوتے ہوئے بھی بخل سے کام لیتے ہیں اور بیوی کی ضروریات کی ادائیگی میں دلچسپی نہیں دکھاتے اس کو اپنے اوپر ایک بوجھ سمجھتے ہیں، یہ بھی غلط ہے، شوہر کو چاہیے کہ اپنی بیوی کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر مقدم رکھے اور اس کے لیے اپنے سے بہتر پسند کرے، اس کے پہننے اور کھانے میں اس کی پسند کا خاص خیال کرے تبھی جاکر گھر کا ماحول خوش گوار نظر آئے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتوں کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو کیونکہ اللہ کی امان میں تم نے اُن کو لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے اُن کی شرم گاہوں کو تمہارے لئے حلال کیا گیا ہے۔ دستور کے مطابق اُن کا مکمل کھانے پینے کا خرچہ اور کپڑوں کا خرچہ تمہارے ذمہ ہے۔ (مسلم)

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

(۳) حسن معاشرت: یعنی بیوی کے ساتھ اچھے طریقے پر زندگی گزارنا، اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، بہت سے شوہر بات بات پر اپنی بیوی سے ناراض ہوجاتے ہیں یا انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنے لگتے ہیں حتیٰ کہ بہت سے عاقبت نااندیش تو مار پٹائی تک آجاتے ہیں، یہ غلط طریقہ ہے، بیوی کوئی نوکرانی نہیں، وہ ایک شریک حیات ہے، تمہارے گھر کی رانی ہے، تمہاری زندگی کا سکھ دکھ اسی کے ساتھ ہے، شوہر کو چاہیے کہ بیوی کے ساتھ ایک اچھے ساتھی سے بڑھ کر معاملہ کرے، اسے اپنا سب سے بہتر ہم سفر اور سب سے اچھا دوست جان کر اس کے ساتھ زندگی گزارے، بیوی سے اگر کوئی ناگوار بات ہوجائے تو فوراً غصہ نہ کرے، صبر سے کام لے، یہ سمجھے کہ جب خود شوہر مضبوط ہوکر غلطیاں کر گزرتا ہے تو بیوی سے صنف نازک ہوکر کچھ نقصان والی بات ہوگئی تو اس میں اس کا کیا قصور ہے، بیوی کو ہر بات پیار سے سمجھائے، کسی کے سامنے اسے جھڑکے نہیں، اس کا مذاق نہ اڑائے، اگر شوہر ان باتوں کا خیال رکھتے ہوئے بیوی کے ساتھ رہے گا تو امید ہے کہ بیوی بھی اسے اس سے بڑھ کر درجہ دے گی اور بہتر طریقے سے رہے گی۔ اللہ پاک کا فرمان عالی شان ہے: ان کے ساتھ اچھے طریقے سے پیش آؤ یعنی عورتوں کے ساتھ گفتگو اور معاملات میں حسن اخلاق کے ساتھ معاملہ رکھو گو تم انہیں ناپسند کرو؛ لیکن بہت ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو برا جانو اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت ہی بھلائی کردے۔ (سورۃ النساء ۱۹)

بیوی پر شوہر کے حقوق

(۱) شوہر کی فرماں برداری: ہر بیوی پر لازم ہے کہ اپنے شوہر کی جائز باتوں کو مانے اور اس کی اطاعت کرے، بہت سے جھگڑے یہیں سے جنم لیتے ہیں، مرد بیوی کو کوئی بات بتاتا ہے اور وہ اسے ٹی وی دیکھنے، کھانا بنانے، کپڑے دھونے یا کسی اور فضول کام میں لگے رہنے کی وجہ سے ٹال دیتی ہے، حالانکہ اس وقت سب سے ضروری کام وہ ہے جو شوہر نے بتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں، جو عورتیں نیک ہیں وہ اپنے شوہروں کا کہنا مانتی ہیں اور اللہ کے حکم کے موافق نیک عورتیں شوہر کی عدم موجودگی میں اپنے نفس اور شوہر کے مال کی حفاظت کرتی ہیں، یعنی اپنے نفس (عزت و آبرو) اور شوہر کے مال میں کسی قسم کی خیانت نہیں کرتی ہیں۔ (سورۃ النساء ۴۳)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ عورت پر شوہر کی اطاعت لازم ہے اور شوہر کا درجہ بیوی سے بڑھا ہوا ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے بیوی اور بچوں کے اخراجات کا ذمہ شوہر کو دیا ہے۔ لہٰذا بیوی کو چاہیے کہ شوہر کی خدمت کے لیے ہر وقت تیار رہے، بہت سی عورتیں شوہر کی خواہش نفس کی تکمیل میں کوتاہی کرتی ہیں، شوہر جب اسے بستر پر بلاتا ہے تو بہانہ بنا دیتی ہیں یا ابھی نہیں کہہ کر ٹال دیتی ہیں، یہ بھی غلط ہے، عورت اگر حیض سے نہ ہو تو اس پر لازم ہے کہ جب شوہر مجامعت کے لیے بلائے اپنے ہر دوسرے کام کو چھوڑ کر فوراً تیار ہوجائے، اس لیے کہ عورت کے ان ہی نخروں کی وجہ سے مردوں کی عادتیں بگڑتی ہیں اور وہ بیوی پر سے دھیان ہٹا لیتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میاں بیوی کے جو باہمی تعلقات ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر بھی اجر عطا فرمائے گا۔ صحابۂ کرام نے سوال کیا: یا رسول اللہ! وہ انسان اپنی نفسانی خواہشات کے تحت کرتا ہے، اس پر کیا اجر؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر وہ نفسانی خواہش کو ناجائز طریقے سے پورا کرتا ہے تو اس پر گناہ ہوتا ہے یا نہیں؟ صحابۂ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! گناہ ضرور ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چونکہ میاں بیوی ناجائز طریقہ کو چھوڑ کر جائز طریقے سے نفسانی خواہشات کی تکمیل اللہ کے حکم کی وجہ سے کر رہے ہیں، اس لئے اس پر بھی ثواب ہوگا۔ (مسند احمد ج۵ ص۱۶۹ا۲۱۷)

(۲) مال اور عزت کی حفاظت: اوپر ذکر کی گئی آیت میں

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

معلوم ہوا کہ عورت پر جس طرح شوہر کی اطاعت لازم ہے اسی طرح شوہر کے مال اور اپنی عزت کی حفاظت بھی ضروری ہے، شوہر کے مال کی حفاظت یہ ہے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں تصرف نہ کرے، اپنی عزت کی حفاظت یہ ہے کہ شوہر کی غیر حاضری میں کسی نامحرم سے بات نہ کرے، کسی انجان کو گھر میں داخل نہ ہونے دے، کسی پڑوسی کے گھر میں جہاں نامحرم لڑکے یا مرد ہوں نہ جائے وغیرہ وغیرہ۔اس میں بیویوں کو ایک اور بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے وہ یہ کہ شوہر کی عزت آبرو کی بھی حفاظت کرے: یعنی گھر کی اندرونی باتیں، پردے والی باتیں یا راز کی باتیں جو شوہر نے اسے بتائی ہوں کسی کو نہ بتائے حتی کہ اپنی سہیلیوں اور اپنے ماں باپ سے بھی نہ کہے۔

(۳) بچوں کی تربیت اور گھریلو نظام: عورت پر تیسری ذمہ داری گھر کے نظام کو بہتر طریقے سے چلانا ہے: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب صحابۂ کرام اپنی بیٹی یا بہن کو رخصت کرتے تھے تو اس کو شوہر کی خدمت اور بچوں کی بہترین تربیت کی خصوصی تاکید کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عورت اپنے شوہر کے گھر میں نگہبان اور ذمہ دار ہے اور اس سے اس کے بچوں کی تربیت وغیرہ کے متعلق (قیامت میں) سوال کیا جائے گا۔(بخاری ومسلم) اس سے معلوم ہوا کہ گھر کی اندرونی ذمہ داری عورت کی ہے، گھر کے سامانوں کی اصلاح، گھر کی صاف صفائی، شوہر کی ضروریات کے سامان تیار کرنا، بچوں کی دیکھ بھال اور دیگر امور خانہ داری کو عورت اپنی ذمہ داری سمجھے، اس لیے کہ مرد دن بھر باہر تجارت اور تلاش معاش میں رہتا ہے گھر میں عورت ہی ہوتی ہے؛ لہٰذا اسے چاہیے کہ گھر کے اندر کی تمام ذمہ داریاں وہ ادا کرے اور اسے اپنے اوپر بوجھ نہ سمجھے۔

(۴) شوہر کے لیے بناؤ سنگار: یہاں ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں مرد کا سب سے بہترین خزانہ، نہ بتاؤں؟ وہ ایسی نیک بیوی ہے، جب شوہر اس کی طرف دیکھے تو وہ شوہر کو خوش کردے، جب شوہر اس کو کوئی حکم کرے تو شوہر کا کہنا مانے، اگر شوہر کہیں باہر سفر میں چلا جائے تو اس کے مال اور اپنے نفس کی حفاظت کرے (ابوداؤد)

اس حدیث سے پتا چلا کہ عورت کو اپنے شوہر کے سامنے بن سنور کر رہنا چاہیے، اپنے چہرے پر رونق اور لبوں پر مسکراہٹ سجا کر رکھنا چاہیے تاکہ شوہر اس کو طبیعت سے چاہے ضرورت سے نہیں، ؛لیکن دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ عورتیں جب کہیں جانے کا ارادہ کرتی ہیں تبھی بن سنور کر تیار ہوتی ہیں، ورنہ گھر میں صرف میلے کپڑوں اور پراگندہ حال میں ہی گزارہ کرتی ہیں، یہ اچھی بات نہیں ہے، عورت کو چاہیے کہ صرف شوہر کے لیے بناؤ سنگار کرے اور گھر ۵ سے باہر جانے کی ضرورت پیش آئے تو مکمل پردے کا اہتمام کرے۔

رسول خدا ﷺ نے فرمایا
جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ اس کے رزق میں وسعت ہو
اس کی عمر میں برکت ہو
اور اس کی نیکیاں برقرار رہیں
تو اسے صلہ رحمی کا پابند ہونا چاہیے
(بخاری ومسلم)
PanamaBrush
Shaikhan Street, SHERKOT
Distt. Bijnor-246747
حاجی کمال احمد
Mob. 8384843696, 9412489729

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

سکھ مت
ایک تعارف

محمد تبریز عالم حلیمی قاسمی
استاد دارالعلوم حیدرآباد Mob:07207326739

مذہب کی تحقیق

دنیا میں جہاں کہیں انسانی آبادی ہے اس کا اپنا ایک طرز معاشرت ہے جسے وہ شدت سے اختیار کئے ہوئے ہے، یہی وہ مفہوم ہے جواز روئے لغت ''مذہب'' میں شامل ہے۔ مذہب اسم ظرف کا صیغہ ہے جو مصدر میمی کے طور پر استعمال ہوتا ہے، جس کے معنی ہیں چلنے کی جگہ چلنے کا راستہ وغیرہ۔ اور جن اصولوں اور قوانین پر زندگی گزاری جاسکے، یہ مفہوم اس کی اصطلاحی حقیقت ہے۔ اسی سے ملتا جلتا ایک لفظ (دین) بکثرت استعمال ہوتا ہے جسے مذہب کا مترادف بھی قرار دیا جاتا ہے؛ چنانچہ قرآن میں ہے :ان الدین عنداللہ الاسلام۔ (آل عمران:۹۱)۔

دین اور مذہب میں ایک بڑا باریک فرق یہ ہے کہ دین نام ہے ان اصول وضوابط کا جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور اقدس ﷺ تک تمام انبیاء اکرام کے درمیان مشترک رہے؛ جب کہ ''مذہب'' انہی اصول کی فروع کا نام ہے؛ معلوم ہوا کہ دین ہمیشہ ایک ہی رہا ہے؛ البتہ مذاہب تبدیل ہوتے رہے ہیں مذہب کے اس تناظر میں ہمیں بعض ایسے لوگ بھی نظر آتے ہیں جن کا کوئی نظریہ اور مذہب نہیں ہے، انہیں ''دہریہ'' کہا جاتا ہے؛ لیکن دہریہ کی یہ تعریف: ''جو خدا اور پیغمبر خدا کا منکر ہو'' زیادہ جامع ہے۔

مذاہب کی دو قسمیں ہیں

مذاہب کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے: الہامی، غیر الہامی الہامی سے مراد وہ ادیان ہیں جو خدا اور اس کے رسولوں اور ان کی لائی ہوئی کتابوں کی طرف منسوب ہوں اور غیر الہامی مذاہب وہ ہیں جن کے ماننے والے خود کو اللہ تعالیٰ کی متعین کردہ تعلیمات اور عقائد کے تابع نہیں سمجھتے، الہامی مذاہب میں یہودیت، عیسائیت اور اسلام سرفہرست ہیں، جبکہ غیر الہامی مذاہب میں، بقیہ مذاہب آتے ہیں۔

یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ ابتدائے آفرینش سے انسان کا اصلی مذہب توحید رہا ہے، شرک اس وقت پیدا ہوا جب انسانی آبادی میں اضافہ اور پھیلاؤ ہوا اور انبیاء کی تعلیمات دھندلی پڑگئیں؛ چنانچہ آج بھی غیر الہامی اور شرک پر مبنی مذاہب: ہندومت، جین مت، بدھ مت، اور سکھ مت وغیرہ میں الہامی تعلیمات کی ہلکی پھلکی جھلک دیکھی جاسکتی ہے۔ سکھ مت بھی غیر الہامی مذاہب کا حصہ ہے، ذیل میں اس سلسلہ کی کچھ ضروری اور معلوماتی باتیں درج کی جاتی ہیں۔

سکھ مت کی حقیقت

سکھ مت کے بارے میں آج کل دو نظریے پائے جاتے ہیں، بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ ایک جدید اور خودمختار مذہب ہے؛ جبکہ بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ کوئی باقاعدہ مذہب نہیں ہے بلکہ یہ ہندومت کی ایک اصلاحی تحریک کا نام ہے جس نے ہندوانہ عقائد اور نظریات کی اصلاح کا بیڑہ اٹھایا تھا اور اس کا نصب العین ہندووں کے مذہبی عقائد کی تطہیر تھا۔ (تاریخ دعوت وعزیمت: ۲۸۵/۵ = ، تقابل ادیان، ص:۱۰۵)

سکھ مذہب کے بانی

سکھ مت کے حقیقی بانی کا نام ''بابا گرونانک'' ہے، آپ ۱۴۶۹ء میں لاہور سے قریب پچاس میل جنوب مغرب میں ایک گاؤں ''تل ونڈی'' میں پیدا ہوئے تھے، یہ گاؤں اب ننکانہ کے نام سے مشہور ہے، جائے پیدائش سے متعلق یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ گروجی اپنے ننہال میں پیدا ہوئے تھے، اسی نسبت سے ان کا

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

نام ''نانک'' تجویز ہوا جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ بچہ جو اپنے ننہال میں پیدا ہوا ہے۔آپ کے باپ کا نام بابا کلیان چند سنگھ تھا مگر وہ کالو کے نام سے زیادہ مشہور تھے،آپ کے والدین مذہبی طور پر ہندو تھے،گرونانک جی کو مذہب اور شعر وشاعری سے بہت لگاؤ تھا کاروباری اور عملی زندگی سے گھبراتے تھے،مجبور ہوکر والدین نے بارہ سال کی عمر میں شادی کردی جس سے ان کے یہاں دو بیٹے پیدا ہوئے ،جب اولاد کی ذمہ داری ان کے کندھوں پر پڑی تو انہیں روزگار کی فکر ہوئی اور اپنے والد کی کوششوں سے سلطان پور کے نواب دولت علی خاں لودھی کے یہاں ''گھریلو ساز وسامان کے محافظ'' مقرر ہوئے اور ایک طویل عرصہ وہاں کام کیا؛ تاہم اس دوران انہیں جب بھی فرصت ملتی تو اپنے دل کو تسکین دینے کے لئے جنگلات میں جا کر مراقبہ میں مشغول ہوجاتے۔ (تقابل ادیان،ص:۱۰۶= گرونانک جی اور اسلام،ص:۱۲)

سکھ مذہب کی شروعات

کہا جاتا ہے کہ ۱۴۹۹ء میں ایک روز نانک جی اپنے دوست ''مردانہ'' کے ساتھ ندی میں نہانے کے لئے اترے تو غوطہ لگانے کے بعد باہر نہیں نکلے،تلاش بسیار کے بعد کچھ پتہ نہیں چلا،تین دنوں کے بعد اسی جگہ سے ظاہر ہوئے جہاں دریا میں اترے تھے،لیکن کچھ دن بالکل خاموش رہے اور جب زبان کھولی تو یہ کہا: اِک اونکار ستّ نام، کرتا پرکھ، نربھو، نروَیر (یعنی خدائے واحد ہی سچ ہے، وہی خالق ہے، اسے کسی کا ڈر نہیں، اس کی کسی سے دشمنی نہیں) جب ان جملوں کا مطلب پوچھا گیا تو کہا: نہ کوئی ہندو ہے نہ کوئی مسلمان۔ دریا میں غائب ہونے کے بارے میں بتایا کہ مجھے خدا کی بارگاہ میں لے جایا گیا تھا، وہاں مجھے امرت کا پیالہ دیا گیا اور حکم ہوا کہ نامِ خدا کی عقیدت کا پیالہ ہے اسے پی لو اور میرے نام کی خوشی مناؤ اور دوسروں کو اس کی تبلیغ کرو،اس واقعہ کے بعد نانک جی کو ''گرو'' بمعنی استاذ کہا جانے لگا۔ (ہندوستانی مذاہب-ایک مطالعہ،ص:۶۱)

اور بعض محققین نے لکھا ہے کہ جب بابا نانک کی عمر تیس سال کے قریب پہنچی تو سکھوں کی روایات کے مطابق انہیں اللہ کا دیدار نصیب ہوا اور انہیں پیغمبر کے طور پر منتخب کرلیا گیا اور انہیں ''کوئی مسلمان ہے نہ کوئی ہندو'' کا پیغام دیا گیا؛ اس کے بعد انہوں نے ملازمت چھوڑ دی۔اس کے بعد بابا نانک نے اسلام اور ہندومت کے درمیان اتحاد کی تبلیغ کرتے ہوئے مستقل اسفار شروع کئے اور اپنے ساتھی مردانہ کے ساتھ اس نئی تعلیم کے مبلغ بن گئے ،اپنی تعلیم پر زور دینے کے لئے نانک جی نے مسلمانوں اور ہندوؤں دونوں کی پوشاک پہنی اور اپنے عقائد کے پرچار میں لگ گئے اور اس طرح سے سکھ مذہب کا آغاز ہوا،نانک کے ابتدائی دور میں انکے پیروکار کو بھائی کہا جاتا تھا جو غالباً پانچویں گرو کے دور میں ''سکھ'' کے نام سے متعارف ہوئے،سکھ پنجابی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی مقلد کے ہیں۔

(مذاہب عالم کا انسائیکلوپیڈیا،ص:۲۵۳)

سکھ مت کا تاریخی ارتقاء

گرونانک ۱۵۳۹ء کو کرتاپور پاکستان میں فوت ہوئے ، اب وہاں ایک گردوارہ بنا ہوا ہے ،یہ بات سکھوں کے یہاں مشہور ہے کہ بابا گرونانک کی لاش چادر کے نیچے سے غائب ہوچکی تھی اور اس جگہ مقامی لوگوں کو پھول پڑے ہوئے ملے تھے، اِس لئے نہ ان کو جلایا جاسکا اور نہ ہی دفن کیا جاسکا۔نانک جی کی وفات کے بعد اس تحریک کی قیادت انگد نامی شخص نے سنبھالی، جس نے سکھوں کا اپنا رسم الخط ''گورمکھی'' ایجاد کیا اور سکھ کی مذہبی تحریروں کو مرتب کیا،اس کے بعد کے گروؤں نے بھی نانک کی تعلیمات کی پیروی کی اس کے علاوہ تیسرے گرو امرداس نے سکھوں کو بائیس حلقوں میں تقسیم کیا،اور چوتھے گرو رام داس نے سکھوں کی شادی اور مرنے کی رسومات ہندو مذہب سے الگ متعین کیں اور ایک قدرتی چشمہ اکبر بادشاہ سے حاصل کر کے ایک شہر کی بنیاد رکھی اور اس چشمہ کو بڑے تالاب کی شکل میں

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

تبدیل کرادیا، بعد میں یہ تالاب امرتسر (چشمہ آبِ حیات) کے نام سے مشہور ہوا اور شہر کا بھی یہی نام پڑ گیا۔

پانچویں گرو ارجن دیو سنگھ (۱۵۶۳-۱۶۰۶ء) کے آنے پر گرو کے عہدے اور مذہب میں نمایاں تبدیلیاں رونما ہوئیں، اس نے سکھ مت کی مقدس کتاب گرو گرنتھ صاحب تیار کی، اسی کے دور میں سکھوں میں امن پسندی کے بجائے جارحیت کا رجحان پیدا ہوا، جس کے نتیجہ میں جہانگیر بادشاہ سے ٹکراؤ ہوا اور جہاں گیر کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا، اس کے بعد اس کا بیٹا ہر گو بند (۱۵۹۶-۱۶۴۵ء) چھٹا گرو منتخب ہوا جس نے حفاظتی پہرے کے لئے خود کو مسلح کیا جس کی وجہ سے سکھوں میں دشمنوں کے لئے انتقامی جذبات میں اور اضافہ ہوا، نویں گرو تیغ بہادر تھے، اورنگ زیبؒ نے جب اس پر اسلام پیش کیا اور اس نے انکار کر دیا تو اورنگ زیبؒ نے اس کو قتل کرادیا، جس کے بعد اس کا بیٹا گرو گو بند سنگھ (۱۶۶۶-۱۷۰۸ء) آخری گرو کے طور پر منتخب ہوا، چوں کہ اس کے باپ کو قتل کیا گیا تھا جس کی وجہ سے یہ اور اس کے ماننے والے مغل حکومت کے سخت مخالف ہو گئے اور اس نے سکھوں کو جنگ کے لئے زیادہ منظّم کیا، جس کے لئے اس نے سخت ترین امتحان کے بعد سب سے پہلے پانچ سکھوں کو جو مختلف ذاتوں کے تھے ایک مخصوص رسم کے ذریعہ مریدین کے حلقہ میں داخل کیا جو خالصہ کہلائے، اس کے بعد ہزاروں سکھ اس میں داخل ہوئے، گرو گو بند نے اس کے لئے کچھ مخصوص قوانین بھی بنائے اور مردوں کے لئے اپنے نام میں سنگھ (شیر) اور عورتوں کو اپنے نام میں کور (شہزادی) کا استعمال اور پانچ چیزوں کا جو ''ک'' سے شروع ہوتی ہیں رکھنا ضروری قرار دیا یعنی ''کیس'' (بال) کنگھا، کڑا، کچھ (جھانگیہ) اور کرپان (تلوار)۔ خالصہ کی تشکیل کے بعد ہی گرو گو بند سنگھ نے مغل سلطنت سے لڑنے کے لئے فوجی کار وائیاں شروع کر دیں، گرو گو بند نے اپنی موت سے پہلے یہ طے کر دیا تھا کہ اب آئندہ کوئی آدمی سکھوں کا گرو منتخب نہیں ہوگا، بلکہ ان کی کتاب گرنتھ صاحب ہی ان کے لئے ہمیشہ گرو کا کام دے گی، اس لئے اب گرو کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ (ہندوستانی مذاہب، ص:۶۶ -- مذاہب عالم کا انسائیکلو پیڈیا، ص:۲۵۷)

جدید سکھ مت

اگر چہ دنیا کے اکثر حصوں میں سکھ برادریاں موجود ہیں؛ البتہ جدید سکھ زیادہ تر ہندوستان میں پائے جاتے ہیں، اب سکھوں کے مختلف فرقے ہیں، چونکہ اس مذہب کی اولین بانیوں کی تعلیم میں ''عدم تشدّد اور امن پسندی'' کو بنیادی حیثیت حاصل تھی، اس کی وجہ سے موجودہ سکھ برادری میں زیادہ تر لوگ سادگی کی طرف مائل ہیں۔ کچھ مشہور فرقوں کے نام یہ ہیں:

(۱) نانک پنتھی (یہ لوگ امن پسند ہوتے ہیں اور لمبے بال رکھنے پر اصرار نہیں کرتے اور ڈاڑھی منڈوانے کو ترجیح دیتے ہیں)

(۲) اُرداسی (یہ لوگ رہبانیت پسند ہوتے ہیں، اداسی کے معنی ہیں: تارکِ دنیا)

(۳) اکالی فرقہ (اکالی کے معنی ہیں ''اللہ'' یعنی خدا کی پوجا کرنے والا فرقہ، یہ لوگ انتہائی جنگ جو ہوتے ہیں)

(۴) سنگھ (اس کا تذکرہ پہلے آچکا ہے)

نوٹ: اب عام طور سے سکھ وہ ہیں جو اپنے کو دس گروؤں کا شاگرد مانتے ہیں اور ان کے ملفوظات اور تعلیمات پر ایمان رکھتے ہیں۔

سکھوں کے گردوارے

سکھوں کے گردوارے پنجاب کے اکثر علاقوں میں پائے جاتے ہیں، جن میں زیادہ مشہور گردوارے: امرتسر، گورداس پور اور فیروز پور کے اضلاع میں ہیں، سکھوں کے نزدیک سب سے زیادہ مقدس گردوارہ امرتسر کا طلائی مندر یعنی دربار صاحب ہے اور گرو نانک کی جائے پیدائش ننکانہ صاحب ہے، جہاں ہر سال مقررہ اوقات پر میلے لگتے ہیں، ہر سکھ کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ کم از کم ایک مرتبہ وہ ''امرتسر کے گردوارے میں حاضر ہو جائے، آج کل اسے گولڈن ٹیمپل کہا جاتا ہے۔ (تقابل ادیان، ص:۱۱۳)

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

سکھوں کی مذہبی کتاب

سکھوں کی مذہبی کتاب گروگرنتھ صاحب ہے جسے سکھوں کے پانچویں گرو ارجن سنگھ نے لکھا تھا، گرنتھ کے کل اشعار کی تعداد ۳۳۸۴ ہے، کہا جاتا ہے کہ یہ کتاب حضرت ابراہیم فرید چشتی کی شاعری سے لبریز ہے اور بعض کا خیال ہے کہ حضرت بابا فرید گنج شکر کا کلام ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے ہر شعر کے اخیر میں ''فرید'' تخلص موجود ہے۔

سکھ مت کی تعلیمات

سکھ مت کی تعلیمات میں جس چیز کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے وہ ''اخوت اور مساوات کا پرچار،، ہے؛ چنانچہ گرو نانک نے یہی نعرہ دیا تھا کہ ''کوئی مسلم ہے نہ کوئی ہندو ہے،، سکھ مذہب کا رجحان اس جانب بھی ہے کہ ہندومت اور اسلام دونوں افراط اور تفریط کا شکار ہیں، گرونانک کی تعلیمات میں، توحید، عشق الٰہی، تزکیہ نفس، خدمت خلق، ارکان اسلام، رسالت، قرآن کریم اور قیامت اور اسلامی تصورات کے ساتھ ساتھ آواگون اور گرو جیسے ہندوانہ تصورات بھی پائے جاتے ہیں؛ چونکہ گرونانک کی تعلیمات میں اسلام کے عقائد واحکام کا تصور بھی ہے جس کی بنا پر بعض لوگ انہیں مسلمان مانتے تھے، اور ہندوانہ تصور کی وجہ سے انہیں ہندو بھی کہا جاتا ہے۔

کیا سکھوں کو مسلمان مانا جاسکتا ہے؟

موجودہ سکھ مت اور اسلام کا تقابل کیا جائے تو یہ حقیقت خوب واضح ہوجاتی ہے کہ سکھ مسلمان نہیں ہیں، اور خود بھی اپنے کو مسلمان نہیں سمجھتے اور نہ ان کے نام مسلمانوں جیسے ہوتے ہیں، شواہد کے طور پر چند نمونے ملاحظہ فرمائیں:

(۱) گرونانک کا اخوت مساوات کا تصور (نہ کوئی مسلم ہے نہ کوئی ہندو ہے) اسلامی نظریہ مساوات سے بالکل الگ ہے، اسلام ایک دین ہے اور کفر خواہ کسی بھی صورت اور شکل میں ہو وہ الگ دین ہے الکفر ملة واحدة، دونوں مساوات کے نام پر جمع نہیں ہوسکتے۔

(۲) تناسخ اور آواگون کا ہندوانہ عقیدہ سکھ مت نے قبول کیا ہے، جب کہ یہ اسلام کے مخالف ہے۔

(۳) نبوت وپیغمبری: سکھ لوگ اپنے بانی گرونانک کو ایک پیغمبر کی حیثیت سے متعارف کراتے ہیں؛ جبکہ اسلام میں نبی ﷺ کے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہوسکتا۔

(۴) خلاف فطرت امور: سکھ جسم کے کسی حصہ کے بال نہیں کاٹتے ہیں؛ جبکہ اِسلام دین فطرت ہونے کی وجہ سے غیر ضروری بالوں کے تراشنے کا حکم دیتا ہے۔ (تقابل ادیان، ص:۱۱۴)

سکھوں کے شب وروز

سکھوں کے شب وروز کے معمولات کچھ اس طرح ہیں کہ صبح سویرے اٹھ کر سب سے پہلے غسل کرتے ہیں، پھر مخصوص بھجن گاتے ہیں اور دعائیں پڑھی جاتی ہیں، رات میں بھی اس کا رواج ہے، سکھ اجتماعی عبادات کے لئے گردوارے میں جمع ہوتے ہیں جہاں عبادت کا مرکزی عنصر گرنتھ ہوتا ہے، کیوں کہ سکھوں کا کوئی مذہبی پیشوا نہیں ہوتا ہے (مذاہب عالم کا انسائیکلوپیڈیا، ص:۲۵۹)

اس موضوع پر تفصیلی کتابیں:

(۱) دین اسلام گرونانک جی کی نظر میں تالیف: عبیداللہ گیلانی، کتب خانہ انجمن ترقی جامع مسجد دہلی۔

(۲) گرونانک جی اور اسلام، مفتی محمد فاروق صاحب

(۳) ہندوستانی مذاہب ایک مطالعہ، ڈاکٹر رضی احمد کمال

(۴) تاریخ پنجاب، لالہ کھنیالال جی۔

(۵) تاریخ دعوت وعزیمت جلد پنجم، مولانا ابوالحسن علی ندویؒ مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ۔

(۶) مذاہب عالم کا انسائیکلوپیڈیا، مصنف: لیورس مور، ترجمہ: سعدیہ جواد، یاسر جواد، نگارشات پبلشرز لاہور۔

(۷) تقابل ادیان، مولانا پروفیسر محمد یوسف خان

(۸) سکھ مت، آزاد دائرۃ المعارف، وکی پیڈیا

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

مذہبی القاب کے شرعی حدود

مفتی محمد مجیب الرحمٰن دیودرگی

نام انسان کے تعارف کا ذریعہ ہے، اسی کے ذریعہ وہ مخاطب کیا جاتا ہے،اسی سے وہ معاشرہ میں متعارف ہوتا ہے،نام کے ساتھ ایک جزء لقب بھی مستعمل ہے،بعض دفعہ القاب کسی خاص پیشہ یاوطن یاکسی اورخصوصیت کی جانب مشیر ہوتے ہیں،آج کل معاشرہ میں مذہبی القاب کے استعمال میں بڑی بے اعتدالیاں دیکھی جارہی ہیں،نام کے آگے القاب جڑ دیئے جاتے ہیں چاہے ان القاب کی صلاحیت آدمی میں ہو یا نہ ہو۔بعض دفعہ القاب سے محض ریاکاری کا جذبہ بھی ظاہر ہونے لگتا ہے،کبھی کسی کے لیے شیخ الاسلام،اورکسی کے لیے شیخ الفقہ ،کسی کے لیے شیخ الحدیث،کسی کے لیے مفتی اعظم،کسی کے لیے خطیب بے بدل،خطیبِ زماں زبان زدخاص وعام ہیں،اس کے شرعی حدود کیا ہیں؟

تزکیہ کی ممانعت

سورہ نجم آیت نمبر۳۲ میں اللہ تعالیٰ نے اپنا تزکیہ(خودکو پاک قراردینے اور اپنی خوبیاں بیان) کرنے کی ممانعت فرمائی ہے،اپنے آپ کوعیوب سے بالکل منزّہ اورروحانی ترقی یافتہ مت قراردو؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ سب کو جانتے ہیں کہ کون کس درجہ پر ہے، ایک مقام پرتزکیہ کویہودیوں کا طرزِعمل قراردیا گیا ہے کہ وہ اپنے آپ کواللہ کا محبوب وپسندیدہ قراردیتے ہیں۔ایک حدیث میں ہے کہ ایک صحابی کے سامنے ایک لڑکی کا نام بَرّہ ذکر کیا گیا تو انہوں نے تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنے آپ کو پاکیزہ مت قراردو؛ بلکہ لڑکی کا نام زینب رکھو،اسی طرح اپنے آپ کو علمی کمالات سے آراستہ قراردینا خودہی ’’علامۃ الدھر‘‘، ’’فھامۃ العصر‘‘ کے القاب سے خوش ہونا ناپسندیدہ عمل ہے، اگرچہ خودسے اس کا اظہارنہیں ہوتا لیکن جب اشتہار چھپ جاتا ہے،اوراشتہار میں القاب سے نوازاجاتا ہے ،اسے دیکھ کربھی نکیرنہیں کی جاتی ،نیزبعض افراد تواپنے متوسلین کواس طرح کے القاب استعمال کرنے کی ترغیب بھی دیتے ہیں،اورتواوربعض دفعہ القاب کے بغیرپکارے جانے پربے التفاتی کا مظاہرہ ہوتا ہے اورردِّعمل سے خفگی وناراضگی کا اظہارکیا جاتا ہے ، علامہ ابوعبداللہ قرطبی نے اسماء اللہ الحسنٰی کی شرح میں لکھا ہے کہ قرآن وحدیث سے اپنا تزکیہ کرنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے، ہمارے علماء نے فرمایا کہ مصر کے علاقہ میں اوردیگر بلادِعرب وعجم میں جورواج ہوگیا ہے کہ اپنے لیے ایسی صفات استعمال کی جاتی ہے جوتزکیہ پردلالت کرتی ہیں وہ بھی اسی ممانعت میں داخل ہیں۔

القاب؛ تعریف ونقصان

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں آپ ﷺ نے تعریف کنندہ کے منہ پرمٹی ڈالنے کا حکم دیا ہے۔(سنن الترمذی:۲/۱۳۲)اسی طرح ابومعمر ناقل ہیں کہ کوئی شخص ایک دفعہ اٹھ کرکسی امیر کی تعریف کرنے لگا،حضرت مقداداس کے چہرے پرمٹی ڈالنے لگے،نیز یہ فرمایا کہ آپ ﷺ نے ہمیں اسی طرح کرنے کا حکم دیا ہے کہ تعریف کرنے والے کے چہرے پرمٹی ڈال دیا کریں۔(سنن الترمذی ۸/۹۰۴)ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت عمرؓ کے روبروان کی تعریف کی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: کیا تو مجھے ہلاکت میں ڈال دے گا؟ عموماً جلسوں میں مقرربھی اسٹیج پر براجمان،اورادھراناؤنسر مقررکا تعارف کرواتے ہوئے زمین و آسمان کے قلابے ملاتے نظرآتے ہیں،عموماً ناظم جلسہ کا مشغلہ ہی تعریفوں کے پل باندھنا ہوتا ہے،امام غزالی (متوفی ۵۰۵) نے کسی کی تعریف کرنے کے سلسلہ میں چھ نقصانات کوشمارکیا ہے، چارنقصانات تعریف کرنے والے میں اوردوممدوح میں۔

(۱) اگرتعریف میں مبالغہ آمیزی کی ہے تو یہ مبالغہ کذب

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بیانی پرختم ہوگا،اسی لیے خالد بن معدان نے کہا کہ جس نے کسی امام یا کسی اور کی ایسی تعریف کی جو اس میں موجود نہیں تو ایسا شخص روزِ محشر سب کے روبرو اپنی زبان کھینچتا ہوا حاضر ہوگا۔

(۲) ریا کاری: اس تعریف کے ذریعہ وہ ممدوح سے محبت کا اظہار کررہا ہے، اور کبھی دل میں اس کی محبت نہیں ہوتی: بلکہ یہ تمام دکھلاوے کے لیے ہوتا ہے، ایسی صورت میں وہ ریا کار شمار ہوگا۔

(۳) ایسی چیزیں بیان کرے جو ممدوح میں نہیں، نیز اس کی اطلاع کی بھی کوئی سبیل نہیں، آپ ﷺ کی موجودگی میں ایک شخص کی تعریف کی گئی، آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے تو اپنے ساتھی کی گردن کاٹ دی، اگر وہ اس کو سن لے تو کامیاب نہ ہوگا، پھر آپ نے فرمایا: اگر کسی کی تعریف کرنی ہی ہے تو یہ کہے کہ میں فلاں کو ایسا سمجھتا ہوں ایسا گمان کرتا ہوں۔ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت عمرؓ کے روبرو کسی کی تعریف کی، حضرت عمرؓ نے اس سے سوال کیا کہ تم نے اس کے ساتھ سفر کیا ہے؟ انہوں نے نفی میں جواب دیا، پھر حضرت عمرؓ نے سوال کیا کہ کیا تم نے اس کے ساتھ خرید وفروخت کا معاملہ کیا ہے؟ پھر اس نے نفی میں جواب دیا، پھر سوال کیا کہ کیا تم اس کے پڑوسی ہو؟ پھر انہوں نے نفی میں جواب دیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا: اس ذاتِ باری کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، تم اس شخص کو نہیں پہنچانتے۔

(۴) کبھی ممدوح اس تعریف سے خوش ہوجاتا ہے جب کہ وہ ظالم یا فاسق ہوتا ہے اور یہ درست نہیں؛ اس لیے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب فاسق کی تعریف کی جائے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں، حضرت حسنؒ نے فرمایا: جس نے ظالم کے لیے طویل عمر کی دعاء کی اس نے اس بات کو پسند کیا کہ زمین میں اللہ کی نافرمانی ہوتی رہے، ظالم وفاسق تو قابل مذمت ہے تاکہ حسرت و افسوس کرے، تعریف نہ کی جائے کہ وہ خوش ہو۔

ممدوح کے لیے نقصاندہ چیزیں دو ہیں:

(۵) اس تعریف سے ممدوح میں عجب وکبر پیدا ہوگا اور یہ دونوں مہلکات میں سے ہیں۔

(۶) تعریف پر ممدوح خوش ہوجائے گویا اس تعریف سے خود بھی راضی ہے، اس سے اپنے آپ کو کامل سمجھے گا، جو خود کو کامل سمجھے وہ عمل میں کوتاہ ہوگا، چونکہ جب تعریف میں زبانیں چلتی ہیں تو وہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ واقعتاً قابل تعریف ہے، اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: تونے اپنے ساتھی کی گردن پر تیز استرا چلایا (احیاء علوم الدین ۲/۲۵۳) امام غزالیؒ نے جو نقصانات بیان کئے ہیں اس پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ تعریف میں مبالغہ آمیزی سے واقعتاً اس قسم کے نقصانات رونما ہورہے ہیں، اگر کسی مقرر کو کسی موقع پر بڑے القاب سے نوازا گیا تو وہ ان کے دھوکے میں مخالفین پر سب وشتم کی بوچھار کردیتے ہیں، اور پھولے نہ سما کر اوروں کو بھی ان القاب کے استعمال کی ترغیب دیتے ہیں، حالانکہ حقیقتِ حال یہ ہے کہ وہ چند رٹے رٹائے جملوں کے سوا شریعت سے بے بہرہ ہیں، اور دین کی بنیادی معلومات سے بھی نابلد ہیں۔

القاب اور اکابر

حقیقت میں اکابر کی خدمات کا تنوع اور اس کی وسعت و ہمہ گیری کا بنیادی سبب ان کا خلوص وللّٰہیت کا خوگر ہونا اور ریا کاری سے دوری تھی، ان کے نزدیک کام اہم ہوتا نام کی ضرورت نہ ہوتی، علامہ نووی مشہور شافعی عالم دین ہیں، ان کی مشہور کتاب شرح مجموع مہذب کئی جلدوں میں ہے، مسلم شریف کی بھی انہوں نے بہترین شرح لکھی ہے، اس کے علاوہ بھی کئی کتابوں کے مصنف ہیں، ابن حجر عسقلانی جیسی نابغہ روزگار شخصیت نے بھی اپنی کتابوں میں جا بجا علامہ نووی کی کتابوں سے استفادہ کیا ہے، اس کے باوجود ان کے روبرو ایک شخص نے انہیں محی الدین کے لقب سے موسوم کیا، تو علامہ نووی بگڑ گئے اور یہ کہا کہ میں نے کسی کو اپنے لیے محی الدین نام رکھنے کی اجازت نہیں دی۔ (المدخل لابن امیر الحاج بحوالہ الشریعہ) یہ اس لقب کے حق دار بھی تھے، ملت نے انہیں انتقال کے بعد بھی اسی لقب سے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

موسوم کیا؛ لیکن انہوں نے اپنی زندگی میں اس پر خوش ہونے کے بجائے بڑے سخت لہجے میں اس کی تردید کی۔ اسی طرح عراق کے فقہاء میں عام طور پر سادگی تھی، وہ کاروبار، محلّہ، قبیلہ، یا گاؤں کی طرف نسبت کرتے تھے، جیسے جصاص (گچ والا) قدوری (ہانڈی والا) طحاوی (طحا گاؤں کا باشندہ) کرخی (مقام کرخ کا رہنے والا) البتہ ماوراء النہر کے علماء میں عام طور پر القاب میں مبالغہ کیا جاتا تھا اور دوسروں پر ترفع ظاہر کیا جاتا تھا، جیسے شمس لاسلام، فخر الاسلام، صدرا الاسلام، صدر جہاں، صدر الشریعہ وغیرہ اور یہ صورت زمانہ مابعد میں پیدا ہوگئی تھی، پہلے زمانے کے لوگ اس قسم کی باتوں سے پاک تھے۔

محی الدین نحاس کی تنبیہ الغافلین میں جہاں منکرات کا ذکر ہے لکھا گیا ہے کہ منکرات میں سے وہ بھی ہے جو آج وبا کی طرح پھیل گیا ہے، یعنی وہ جھوٹ جو زبانوں پر رائج ہوگیا ہے، یہ خود ساختہ القاب ہیں، جیسے محی الدین، نور الدین، عضد الدین وغیرہ، یہ وہ جھوٹ ہے جو پکارتے وقت تعریف کرتے وقت واقعہ بیان کرتے وقت بار بار زبانوں پر آتا ہے، یہ سب دین میں امر منکر اور بدعت ہے۔ مذکورہ بالا اقتباس نقل کرنے کے بعد مولانا لکھنویؒ نے لکھا ہے کہ یہ بات یعنی مذکورہ بالا القاب کا منکر و بدعت ہونا اس صورت میں ہے جب کہ صاحبِ لقب اس کا اہل نہ ہو، یا اہل ہو مگر اس نے اپنا لقب بطورِ تزکیہ کے رکھا ہو۔ (فوائد البھیہ: ۱۰۰ بحوالہ آپ فتویٰ کیسے دیں: ۵۰) نیز مفتی صاحب نے وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہمارے عرف میں یہ القاب محی الدین، ناصر الدین، وغیرہ بطورِ نام کے استعمال ہوتے ہیں اس لیے ممنوع نہیں ہیں، ہمارے محاورات میں القابِ عالیہ کی مثالیں مفتیِ اعظم، محقق بے بدل، خطیبِ عصر، علامہ زمان وغیرہ ہیں۔ (ایضا) ایک دفعہ ایک جلسہ میں حضرت شیخ الہند کو بڑے القابات سے نوازا گیا، ان کی بڑی تعریفیں کی گئی، جب آپ نے تقریر شروع کی تو بذاتِ خود اپنی اتنی مذمت کی کہ مجمع سن کر پانی پانی ہوگیا، ایک دفعہ حضرت مولانا حسین احمد مدنی نے اناؤنسر کی مبالغہ آمیزی پر انتہائی سخت رویہ اپنایا تھا، بڑے بڑے اکابر تو صرف اپنے لیے مولوی کا لفظ استعمال کیا کرتے تھے، دیگر کئی اکابر کے سلسلہ میں معروف ہے کہ ادھر اناؤنسر نے تعریف کرنی شروع کی تو مقرر نے مائک چھین کر تقریر شروع کردی، آج شیخ الاسلام، شیخ الفقہ، شیخ الحدیث کے القاب استعمال کرتے ہوئے زبانیں نہیں تھکتیں

اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ عوام میں بے محل القاب کے نقصانات بیان کیے جائیں کہ عوام خود کذب بیانی وغیرہ کے خوف سے اس سے پرہیز کرنے لگیں، مدارسِ دینیہ میں ابتدا میں ہی ایسی تربیت کی جائے کہ طلبہ اپنے لیے القاب کے بجائے نام ہی زیادہ پسند کرنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ القاب کے سلسلہ میں صحیح طرزِ عمل اپنانے کی توفیق نصیب فرمائے۔

CMO Regd. No. MZN/AL/0427
Mr. Dayyan Rana, Chief Lab Technician
MICRO
PATHOLOGY LAB
Opp. Axis Bank ATM,
Budhana Road,
KHATAULI
Mob.9870670140 , 9058047419
FACILITIES
Diabetic Screen
Lever Profile
Iron Defieiency Profile
Cardiac Risk Markers
Electrolytes Pfofile
25 OH Vitamin D3
Thyroid Profile
Renal Profile
Vitamin B12
Folic Acid HBAIC
Cholesterol Profile
Homocysteine Hemogram

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

خبروں کی دنیا

News World

محمد ادریس ولی اللہی

بڈھانہ میں اصلاح معاشرہ اجلاس کا انعقاد

منگل کی شام کو مسجد پیر شاہ ولایت قصبہ بڈھانہ میں قصبہ کی متحرک وفعال تنظیم آل انڈیا اصلاح المسلمین کمیٹی کے زیرِ اہتمام بڑے تزک واحتشام کے ساتھ تعلیمی بیداری واصلاحِ معاشرہ اجلاس کا انعقاد عمل میں آیا،

مہمانِ خصوصی کے طور پر جناب حضرت مولانا کلیم صدیقی صاحب دامت برکاتہم نے اصلاحِ معاشرہ پر تفصیلی خطاب کرتے ہوئے فرمایا: حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے پورے دین کا دو لفظوں میں خلاصہ بیان کیا ہے، اور میں سمجھتا ہوں کہ ان دولفظوں کو سمجھنا ایسے ہی ناگزیر اور ضروری ہے جیسا کہ وبائی بیماری پھیلنے کے وقت ویکسین ضروری ہے، فرمایا کہ پورے دین کا خلاصہ حق ادا کرنا، اور حق ادا نہ کرنا، ان دو جملوں میں ہے، اس لیے کہ حق ادا کرنا دین داری ہے اور ادا نہ کرنا بے دینی ہے، پھر ایک حقوق اللہ ہے جس کا تعلق براہِ راست اللہ تبارک وتعالی سے ہے، جن میں توحید، نماز، روزہ، زکوۃ، حج شامل ہیں، اور ایک حقوق العباد ہے، جس کا تعلق خلقِ خدا سے ہے، حقوق العباد میں دنیا کے ہر مذہب، ہر ذات ونسل، ہر درجہ اور ہر حیثیت کے انسانوں کے حقوق شامل ہیں، اگر ہم عزیزوں کے حقوق ادا کریں تو اس کے ساتھ غیروں کے حقوق بھی ادا کریں، یہی دین اسلام کی پوری انسانیت کے لیے تعلیم ہے، قیامت کے روز نہ صرف حقوق اللہ کا حساب ہوگا بلکہ حقوق العباد کا بھی حساب ہوگا، حقوق العباد اتنے اہمیت کے حامل ہیں کہ اگر ان میں کوتاہی ہوگئی تو جب تک وہ بندہ معاف نہیں کرے گا تب تک اللہ بھی معاف نہیں کریگا، افسوس کی بات ہے کہ ہم حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کو بھی نظر انداز کررہے ہیں، والدین، بہن بھائی، ہمسائیوں اور اپنے ماتحت کام کرنے والوں کی حق تلفی کرتے رہتے ہیں، والدین سے بدسلوکی، بہن بھائیوں سے روگردانی، ہمسائیوں کو اذیت دینا اور اپنے ماتحت ملازمین کے ساتھ ناروا سلوک ان برائیوں سے بچنے اور اس کے لیے ہمیں ان دو جملوں کو سمجھنے کی ضرورت ہے، حضرت کی دعاء پر اجلاس کا اختتام ہوا۔ پروگرام کو مولانا آس محمد قاسمی اور مفتی فیضان قاسمی نے بھی خطاب کیا، انہوں نے کہا کہ آج معاشرہ میں جو فساد برپا ہے اس کی بنیادی وجہ جہالت اور قرآنِ کریم سے عدمِ تعلق ہے۔ قاری محمد عاقل کی خوبصورت تلاوت اور قاری محمد آزاد کی نعت پاک سے پروگرام کا آغاز ہوا، جنرل سکریٹری قاری راشد صاحب نے بحسن وخوبی نظامت کے فرائض انجام دیئے۔

دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کی اپیل

میران پور ضلع مظفرنگر کی مشہور شخصیت جناب قاضی افتخار صاحب کی اہلیہ محترمہ نے تقریباً نوے سال کی عمر میں ۹؍فروری کی رات کو اس جہاں فانی کو الوداع کیا، وہ حضرت مولانا کلیم صدیقی کے بہنوئی انجینئر قمر الاسلام، اور حکیم فخر الاسلام ندوی کی والدہ تھیں، اور جامعہ امام ولی اللہ کے منتظم ڈاکٹر سلیم صدیقی اور محمد عرفان صدیقی کیرانوی کی ساس اماں تھیں۔

سونی پت ہریانہ سے تعلق رکھنے والے ہمارے دینی ودعوتی رکن مولانا جمشید علی ندوی کی والدہ محترمہ نے ۲۲؍فروری کو انتقال فرمایا۔

۱۴؍فروری کو حاجی عبدالحکیم قریشی کا حادثہ وفات پیش آیا، انھوں نے اپنی بستی نکوڑ میں ذوق وشوق سے مدرسہ رحیمیہ کے نام سے ایک ادارہ تعمیر کیا، اور وہ حضرت داعی اسلام کے محبین ومخلصین میں سے تھے۔

قارئین ارمغان سے دعائے مغفرت کی درخواست

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

فقہی مسائل

مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی

س: تکبیراتِ انتقال کا کیا حکم ہے؟ امام کے ساتھ مقتدی بھی کہے گا؟ اگر رکوع یا سجدہ میں جاتے وقت تکبیر بھول جائے امام کے پیچھے، تو کیا کرے؟

ج: ایک رُکن سے دوسرے رُکن کی طرف منتقل ہونے کی تکبیرات، جس طرح امام کے لیے بہ آوازِ بلند کہنا سنت ہے، اسی طرح مقتدیوں کے لیے زبان سے آہستہ کہنا سنت ہے، لہٰذا مقتدیوں کو بھی امام کی تکبیر کے بعد تکبیراتِ انتقالیہ آہستہ کہہ کر دوسرے رکن میں منتقل ہونا چاہیے، اس لیے جان بوجھ کر ان تکبیرات کا ترک کرنا خلاف سنت ہوگا، البتہ اگر کوئی مقتدی کسی وجہ سے نہ کہہ سکا، تو اس کی نماز صحیح ہو جائے گی سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہوگی۔ فتاوی شامی میں ہے: (وجهر الإمام بالتكبير بقدر حاجته للإعلام بالدخول والانتقال، وكذا بالتسميع والسلام، وأما المؤتم والمنفرد فيسمع نفسه." (1/475)

س: استنجاء اور پاخانہ سے طہارت لینے کے بعد مذی کے قطرے نکلتے ہیں اور بعض دفعہ پتہ بھی نہیں چلتا کہ قطرہ نکلا یا نہیں اور شک وشبہ پیدا ہوتا ہے تو اس صورت میں نماز کا کیا حکم ہے؟ اور کپڑوں کی پاکی کا کیا حکم ہے؟

ج: مذی نجاست غلیظہ ہے جس کے نکلنے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے اگر کپڑے یا بدن پر لگ جائے اور اس کا پھیلاؤ ہتھیلی کی گہرائی کے اندر ہو تو وہ معاف ہے، یعنی ایسی حالت میں اگر نماز پڑھ لی تو نماز صحیح ہو جائے گی؛ البتہ اس کو دھو لینا بہتر ہے، اور اگر اس سے زیادہ مقدار میں لگی ہو تو اس کا دھونا ضروری ہے اس کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوگی۔ اور اگر بحالت نماز قطرے نکلنے کا وہم ہو تو اس کا اعتبار نہیں؛ ہاں اگر ظن غالب اور یقین ہو جائے تو نماز توڑ کر دیکھ لینا چاہیے اگر واقعی قطرے نکل گئے ہیں تو از سر نو وضو کریں اور کپڑے و بدن کو پاک کر کے دوبارہ نماز پڑھیں اور اگر نہیں نکلے ہیں تو اب دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں صرف نماز لوٹا لی جائے۔ الأول المغلظة وعفي منها قدر الدرهم ...... كل ما يخرج من بدن الإنسان مما يوجب خروجه الوضوء أو الغسل فهو مغلظ كالغائط والبول والمني والمذي الخ. ہندیہ: ۱/۵۱، ط: بیروت۔ واللہ اعلم

س: آج کل موبائل فون پر نکاح ہو رہے ہیں، ایسی خبریں بھی آرہی ہیں، کیا فون پر نکاح جائز ہے؟

ج: نکاح منعقد ہونے کے لیے عاقدین یا ان کے وکلاء کا ایجاب وقبول کرتے وقت مجلسِ نکاح میں ہونا شرعاً ضروری ہے اور ظاہر ہے یہ صورت موبائل پر نہیں پائی جاتی ہے جس کی وجہ سے موبائل پر نکاح منعقد نہیں ہوتا البتہ اگر موبائل پر کسی شخص کو وکیل بنا دیا جائے اور وہ وکیل اُس کی طرف سے گواہوں کی موجودگی میں مجلس نکاح میں ایجاب یا قبول کرلے تو ایسی صورت میں نکاح منعقد ہو جائے گا اور جو نکاح کی خبریں موصول ہو رہی ہیں ان میں یہی نوعیت اختیار کی جاتی ہے جس کو آن لائن نکاح کہہ دیتے ہیں بہرحال اگر مذکورہ بالا صورت کے مطابق نکاح ہوگا تو درست ہے ورنہ نہیں۔ فتاوی ہندیہ میں ہے (ومنها) سماع الشاهدين كلامهما معاً، هكذا في فتح القدير (1/268)

ومن شرائط الإيجاب والقبول اتحاد المجلس لو حاضرين وإن طال كمخيّرة.

(الدر المختار مع الشامی: 4/76، ط زکریا دیوبند)

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

قریب جلتے ہوئے دل کے اپنا دل رکھ دے

آخری صفحہ

مجنوں کو کسی سے اطلاع ملی کہ فلاں حضرت آج لیلیٰ کے وطن جارہے ہیں، یہ بے تاب ہوکر حضرت کے پاس پہنچا، وہ اونٹ پر سوار پا بہ رکاب تھے۔ مجنوں نے پوچھا: کیا واقعی آپ میری لیلیٰ کے وطن جارہے ہیں؟ وہ بولے ہاں۔ مجنوں نے کہا: میری لیلیٰ سے میرا محبت بھرا اسلام کہنا اور یہ کہنا کہ مجنوں تمہاری محبت میں تڑپ رہا ہے یہ کہہ کر وہ رک گیا۔ حضرت اونٹ پر سوار آگے بڑھے، مجنوں نے آواز دی: حضرت ایک اور بات یہ بھی کہہ دینا، اور یہ بھی کہہ دینا، تھوڑی دیر کے بعد پھر مجنوں دوڑتا ہوا آگے آیا اور بولا، اجی حضرت لیلیٰ سے یہ بھی کہہ دینا۔ مجنوں دوڑتا رہا اور تعاقب کرتا رہا اور بولتا رہا: اجی حضرت یہ بات بھول گیا تھا، یہ بھی کہہ دینا۔ سفر پورا ہوگیا اور مجنوں کی باتیں پوری نہیں ہوئیں۔ یہاں تک کہ لیلیٰ کا وطن آ گیا، سفر طویل تھا، مجنوں کے پاؤں تھکان سے اتنے ورم کر گئے تھے، کہ جلد پھٹ کر خون رسنے لگا تھا، مگر اس کو اپنی لیلیٰ کے لئے پیغام یاد آتے رہے۔ حضرت کی نگاہ مجنوں کے پاؤں پر پڑی تو تڑپ گئے کہ کیا حال ہوگیا ہے۔ شہر کے حدود میں مجنوں کے داخلہ پر سخت پابندی تھی، وہیں رک کر، وہ اپنی لیلیٰ کے گھر اس کا پیغام پہنچانے والے حضرت اور ان کے اونٹ کو محبت حیرت سے دیکھتا رہا، حضرت آنکھوں سے اوجھل ہوئے تو پاؤں میں درد کی وجہ سے مجنوں سے کھڑا نہیں ہوا جارہا تھا، وہ لیٹ گیا، اچانک اس کے دل میں آیا کہ جس طرف اس کے پاؤں ہیں ادھر لیلیٰ کا گھر نہ ہو، وہ اپنے پاؤں کو گھماتا رہا اس خیال سے کہ شاید لیلیٰ کا گھر ادھر ہی ہو، پھر مجبوراً وہ کھڑا ہوگیا، مگر درد کی وجہ سے کھڑا ہونا مشکل تھا اور کھڑے ہونے پر جلد سے خون زیادہ بہنے لگا تھا۔ اس کو ایک تدبیر سوجھی کہ سر نیچے اور پاؤں اوپر کرکے الٹا کھڑا ہوجاؤں، اس لئے کہ یقیناً آسمان کی طرف لیلیٰ کا گھر نہیں ہوگا۔ ادھر حضرت کو مجنوں پر ترس آ گیا ، مجنوں کے ورم زدہ پاؤں سے رستا خون دیکھ کر ان کا دل بھر آیا، وہ سیدھے شہر کے طبیب کا پتہ معلوم کرکے اس کی دوا لینے طبیب کے یہاں پہنچے اور مجنوں کے سفر کا حال اور اس کی تکلیف بتا کر مرہم دینے کے لئے کہا۔ طبیب نے علاج بتایا کہ اگر جلدی افاقہ چاہتے ہیں تو سب سے بہتر علاج یہ ہے کہ طویل سفر کی وجہ سے دوران خون پاؤں کی طرف زیادہ ہوگیا ہے، اس لئے سب سے آسان علاج یہ ہے کہ مریض کچھ وقت سر اوپر اور پاؤں نیچے کرکے کھڑا ہوسکتا ہو تو ہوجائے، ورنہ کوئی دوسرا اس کو پکڑ کر اسی طرح کھڑا کرے، ورم چند گھنٹوں میں تحلیل ہوجائے گا، دوسرے علاج میں تو ہفتوں لگ جائیں گے، حضرت علاج معلوم کرکے مجنوں کے پاس پہنچے، تو دیکھا کہ مجنوں سر نیچے اور پاؤں اوپر کرکے کھڑا ہے، وہ حیرت سے بولے: تمہیں یہ علاج کس نے بتایا؟ اور پھر طبیب کے پاس جانے اور علاج کی تفصیل بتائی، تو مجنوں نے بے ساختہ جواب دیا: حضرت آپ جاکر میری لیلیٰ کو میرا پیغام سناتے۔ آپ نے فضول طبیب کے پاس جانے کی زحمت کی، میری محبت تو خود میری طبیب ہے۔

مجنوں دیوانہ تھا مگر اس نے بڑے پتہ کی بات کہی، کہ محبت، بیمار محبت کا خود علاج کردیتی ہے، ہم نام کے بے جان مسلمان ہیں، احکام شریعت پر عمل کرتے ہیں، اس لئے ”کیوں کیا اور کیسے“ کے سوالات رکاوٹ بنتے ہیں، کیونکہ حقیقت میں محبت جو ایمان کی جان ہے وہ نہیں ہے۔ شریعت کے وہی احکام جو ہمیں مجاہدہ اور مشکل لگتے ہیں ان پر عمل کرنے میں عاشقان نیک طینت اور اولیاء اللہ کو مزا آتا ہے، اس لئے کہ ان کو محبت کی دولت حاصل ہے ۔احکام شریعت اور اتباع سنت کو مجاہدہ اور مشقت سمجھنے کے بجائے ان پر عمل کا مزا لینے کے لئے، اس محبت کی آگ کو جو ایمان کی روح ہے، جلانا اور بڑھانا پڑتا ہے۔ مگر اس آگ کو حاصل کرنے کے لئے اپنے دل کے بجھے چراغ کو، کسی دل جلے کے چراغ دل کی لو سے لگانا پڑتا ہے۔ بقول عارف باللہ عاشق صادق حضرت مولانا محمد احمد پرتاب گڈھی رحمۃ اللہ علیہ :

قریب جلتے ہوئے دل کے اپنا دل رکھ دے
یہ آگ خود نہیں لگتی، لگائی جاتی ہے

عشق حقیقی کی اس آگ کو دہکائے بغیر زندگی بے جان، بے مزہ، پھیکی اور خشک ہے۔ کاش ہم سمجھ سکتے!!!

مولانا محمّد کلیم صدیقی